باجازت قبلہ عالم الحاج حضرت شیخ محمد حبیب سلطان صاحب سجادہ نشین

سوانح حیات

حضرت شیخ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

حافظ محمد حمید اختر قادری سروری سلطانی

ملنے کے پتے

مکتبہ سلطانیہ
دربار حضرت سلطان باہو تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

مکتبہ سلطانیہ
فون نمبر ۹، منڈی گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

Scanned by CamScanner

دربار شریف پر مکتبہ سلطانیہ کا قیام

آپ کو یہ پڑھ کر یقیناً مسرت ہوگی کہ ادارہ ماہنامہ سلطان العارفین گکھڑ کی طرف سے زائرین کی سہولت کے لئے سلطان العارفین حضرت شیخ سلطان باہو قدس سرہ کے دربار مقدس پر مکتبہ سلطانیہ گکھڑ کی تمام مطبوعات، حضرت سلطان باہو قدس سرہ کی جملہ تصنیفات، آپ کی شان میں لکھی ہوئی منظوم و منثور حیات صوفیائے کرام کی کتب تصوف علماء اہلسنت کی تصنیفات، قرآن مجید، تفاسیر، احادیث اور مترجم کی علمی ادبی فنی دینی و روحانی کتابیں مہیا کر دی گئی ہیں۔ اب آپ کو یہ تمام چیزیں دربار شریف سے ہر وقت مل سکتی ہیں۔

مقامات مقدسہ بیت اللہ شریف، حرم نبوی شریف، دربار حضرت سلطان باہو قدس سرہ اور دیگر اولیائے کرام کے مزارات کے فوٹو مختلف قرآنی آیات، متبرک کلمات، احادیث مبارکہ اور خطاطی کے نادر نمونوں پاکیزہ اشعار پر مشتمل خوشنما رنگوں میں

شیشے کے فریم

مختلف سائزوں میں اور مختلف ڈیزائنوں کے ساتھ سکرین پرنٹ شیشے کے اوپر سی لکھا ہوا اور پیپر پرنٹ

تھوک و پرچون ہم سے طلب فرمائیں۔

مکتبہ سلطانیہ دربار حضرت سلطان باہو قدس سرہ ضلع جھنگ

سلسلہ قادریہ سروریہ سلطانیہ کا واحد ترجمان

ماہنامہ

سلطان العارفین

ماہنامہ سلطان العارفین کا تازہ شمارہ اور پرانے پرچے ہر وقت دربار شریف سے مل سکتے ہیں

جو مذہبی، روحانی، اخلاقی، اصلاحی مضامین پر مشتمل ہر ماہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ سے شائع ہوتا ہے

مدیر
حافظ محمد حمید اختر
قادری سروری سلطانی

معاون
حبیب سلطانی
قادری نوری

دفتر
سلطان العارفین فون نمبر ۹ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ پاکستان

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ

مکمل

سوانح حیات

حضرت شیخ سلطان باہو

قدس اللہ سرہ العزیز

مرتب

حافظ محمد حمید اختر

ملنے کا پتہ

مکتبہ سلطانیہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ پاکستان

ہدیہ ۱۵ روپے

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	سوانح حیات حضرت شیخ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ
مرتب	حافظ محمد حمید اختر
کتابت	حبیب سلطانی
ایڈیشن	چودھواں جنوری ۱۹۸۷ء
طباعت	باھتمام محمد محسن لاھور آرٹ پریس ۱۵ انارکلی لاہور
ناشر	مکتبہ سلطانیہ ۲۷۹ ٹھوڑ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

قیمت ——— ۱۵ روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ سلطانیہ	دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ
مکتبہ نبویہ	گنج بخش روڈ لاھور
مکتبہ اسلامیہ	۴۰ ۔ اردو بازار لاھور
لاثانی کتب خانہ	دو دروازہ سیالکوٹ
مکتبہ ضیاء القرآن	گنج بخش روڈ لاھور
حامد اینڈ کمپنی	۳۸ ۔ اردو بازار لاھور
مکتبہ چشتیہ قادریہ	ماڈل ٹاؤن بی بلاک گوجرانوالہ
مکتبہ حامدیہ	گنج بخش روڈ لاھور

قطبِ دوران سلطان الوقت حضرت قبلہ حاجی سلطان غلام جیلانی صاحب مدظلہ العالی

سجادہ نشین دربار مقدس حضرت سلطان باھو قدس سرہ کے حضور

نذرانۂ عقیدت

سلطان العارفین برہان الواصلین قطب المکملین شیخ المشایخ حضرت شیخ سلطان باھو فنافی اللہ البقاء باللہ ھو قدس سرہ کی حیاتِ پاک کے مفصل حالات آپ کے مناقب و فضائل کرامات و ملفوظات کے اس مجموعہ کو آج سے ۲۸ سال قبل محرم الحرام ۱۳۷۹ھ میں بندہ نے پہلی مرتبہ ترتیب دے کر اپنے مرشدِ کامل ہادیٔ مکمل قطبِ دوران غوثِ زمان قبلۂ عالم الحاج حضرت محمد حبیب سلطان رحمۃ اللہ علیہ (سابق) سجادہ نشین دربار حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کے حضور بصد ادب و احترام پیش کیا۔ جسے حضور نے انتہائی خوش دلی کے ساتھ قبول فرما کر بندہ کو خصوصی دعاؤں سے نوازا۔

اب اس کتاب کے چودھویں ایڈیشن کو ۱۴۰۷ھ میں کتابت، طباعت اور سائز کے جدید تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے مرشد الطالبین ہادی السالکین فخر الاولیاء سلطان الوقت الحاج حضرت قبلہ سلطان غلام جیلانی صاحب مدظلہ سجادہ نشین دربارِ مقدس و معلّٰی حضرت سلطان باھو قدس سرہ کے حضور بصد ادب و احترام بطور نذرانہ پیش کرتا ہوں۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

طالب دعا

سگ بارگاہ سلطانی محمد حمید اختر مدیر ماہنامہ سلطان العارفین گکھڑ

جمادی الاول ۱۴۰۷ھ

تعارف

دُر دریائے ملکوت ہمائے اوجِ لاہوت مرشدنا و مولانا حضرت شیخ سلطان باھُو قدس اللہ سرہ العزیز فانی فے اللہ باقی باللہ اولیائے کرام و مشائخ عظام میں ایک نہایت ممتاز اور برگزیدہ ہستی ہیں۔ آپ کا سلسلہ پاک قادری سروری ہے۔

سلطان العارفین (عارفوں کے بادشاہ) آپ کا مشہور و معروف لقب ہے۔ آپ کی نظرِ کرم اور توجہ باطنی سے بے شمار طالبانِ حق خدا رسیدہ ہوئے۔ اس دارِ فانی سے پردہ فرما چکنے کے بعد بھی آپ کی قبرِ انور سے فیض کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے۔ آج بھی لاکھوں خوش نصیب لوگ آپ کے روضہ انور کی زیارت کے لیئے حاضر ہوتے ہیں۔ اور بامراد واپس لوٹتے ہیں۔

علم تصوف میں آپنے ایک سو چالیس کتابیں بزبانِ فارسی تصنیف فرمائیں۔ جو اہلِ تصوف کے نزدیک بے حد مقبول ہیں۔ آپ کی تصنیفات کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہی ان کی تاثیر بھی شروع ہو جاتی ہے۔ اور ان میں سے کسی ایک کا بلاناغہ مطالعہ ہی طالب اللہ کو منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ آپ کا مشہور پنجابی کلام "الف اللہ چنبے دی بُوٹی"[1] طالبانِ حق کے لیئے شمعِ راہ ہے۔ اور خواص و عوام کے نزدیک بے حد پسندیدہ اور مقبول ہے۔ یہ کلام اکثر رسائل میں شائع اور ریڈیو پر نشر ہوتا رہتا ہے۔

آپ کا وصال ۱۱۰۲ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مقدس ضلع جھنگ۔ تحصیل شورکوٹ میں تھانہ گڑھ مہاراجہ سے دو میل کے فاصلہ پر جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔ یہ مقام دربار حضرت سلطان باھُو کے نام سے مشہور ہے۔

۱؎ یہ مبارک کلام الف اللہ چنبے دی بُوٹی مرشد من میرے پیر وچہ لائی ہُو کے نام سے کئی ترتیب و تصحیح کمال مکتبہ سلطانیہ گگھڑ سے شائع ہو چکا ہے۔ جس کے اول میں آپکی مختصر مگر جامع سوانح حیات بھی لکھی گئی ہے۔

عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ مختلف سائزوں اور مختلف قیمتوں میں دستیاب ہے۔

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نذرانہ عقیدت	۳	بچپن میں غیر مسلموں پر آپ کی نظر کا اثر	۲۲
تعارف	۴	تیسری فصل۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت	۲۳
فہرست	۵	حضرت شیخ بہاؤالدین ابوبکر محمد زکریا ملتانی قدس سرہ کی قبرِ انور پر دعوت پڑھنے کا واقعہ	۲۹
باب اوّل		چوتھی فصل۔ زندہ پیروں کی صحبت سے فیض حاصل کرنا۔	۳۰
پہلی فصل۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کا نسب شریف	۷	حضرت پیر عبدالرحمن دہلوی قادری قدس سرہ سے نعمت عظمیٰ کا حصول	۳۴
دوسری فصل۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کے آباؤ اجداد (اعوان) کی مدینہ منورہ سے ہجرت اور علاقہ پنجاب (اعوان کار) میں قیام	۹	پانچویں فصل۔ آنحضرت قدس سرہ کے ازواج اور اولادِ پاک	۴۰
تیسری فصل۔ حضرت سلطان العارفین شیخ سلطان باھُو کے والدین شریفین	۱۳	چھٹی فصل۔ آنحضرت قدس سرہ کا تارک الدنیا ہو کر زندگی بسر کرنا۔	۴۳
باب دوم		ساتویں فصل۔ آنحضرت قدس سرہ کی تصنیفات	۵۳
پہلی فصل۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کی پیدائش۔ آپ کے نانا نے اسمائے شریف	۱۹	آٹھویں فصل۔ آنحضرت قدس سرہ کا طریقہ	۵۹
دوسری فصل۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کا بچپن	۲۱	نویں فصل۔ آنحضرت قدس سرہ کے	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
فضائل ومناقب	۶۲	باب سوم	
آنحضرت قدس سرہٗ کا زمانہ	۶۶	پہلی فصل۔ آنحضرت قدس سرہٗ کے والد ماجد سلطان بازید محمد قدس سرہٗ کی وفات اور ان کا مزار پاک۔	۸۲
دسویں فصل۔ آنحضرت قدس سرہٗ کا حلیہ منورہ	۶۷	آنحضرت قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ بی بی راستی قدس سرہا کی وفات اور ان کا مزار پاک	۸۲
گیارھویں فصل۔ کرامات	۶۸	دوسری فصل حضرت سلطان العارفین شیخ سلطان باہو قدس سرہٗ کی وفات اور آپ کے مزار پاک کا بیان	
حضرت سلطان نوزنگ علیہ الرحمۃ کی فیض یابی کا حال۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کا مراقبہ اور غیبی ہرن کا واقعہ	۶۹	آنحضرت قدس سرہٗ کا پہلا مزار پاک	۸
حضرت شیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ملاقات	۷۲	آنحضرت قدس سرہٗ کا دوسرا مزار پاک	۸۵
ایک نیک سی بچی کی فیض یابی کا واقعہ	۷۴	آنحضرت قدس سرہٗ کا تیسرا یعنی موجودہ مزار پاک	۸۶
حضرت شیخ جنید قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ملاقات	۷۶	موجودہ دربار مقدس ومطلے کا نقشہ	۸۸
شیخ کالو شاہ علیہ الرحمۃ کا شوق زیارت	۷۷	ملفوظات سلطانی	۹۱
نظر جنہاندی کیمیا ہووے سونا کردے رُٹ ذاتاں دیتاں بے بیاں کیا سید کیا جٹ	۷۹		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

باب اوّل

فصل اوّل

سلطان العارفین برہان الواصلین حضرت شیخ سلطان باہوؒ کا نسب شریف

سلطان العارفین برہان الواصلین قطب الکمّلین حضرت شیخ سلطان باہو قدس سرہٗ امیر المومنین اسد اللہ الغالب حضرت علی المرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ یعنی علوی ہاشمی۔

آنحضرت قدس سرہٗ کا عرف اعوان ہے۔ سب سے پہلے امیر شاہ ولد قطب شاہ اعوان کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب خراسان کے سادات حوادث میں مبتلا تھے اور سادات عظام محض گوشہ نشینی اور مسکینی میں اپنے دن کاٹ رہے تھے۔ تو امیر شاہ والی ہرات نے سادات بنی فاطمہ کی اعانت و مدد کی۔ تاریخ اور سیر کی کتابوں سے آخر اسی قدر تحقیق ہوا کہ قبیلہ اعوان حضرت قطب شاہ علیہ الرحمۃ کی نسل سے ہے۔ جن کا سلسلہ نسب امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

Scanned by CamScanner

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اٹھارہ صاحبزادے تھے۔ (۱) سید امام حسن (۲) سید امام حسین (۳) سید محسن (۴) امیر ابوبکر (۵) امیر عمر (۶) امیر عثمان (۷) امیر علی (۸) امیر سعد (۹) امیر سعید (۱۰) امیر طالب (۱۱) امیر ابراہیم (۱۲) امیر عقیل (۱۳) امیر زید (۱۴) امیر عباس (۱۵) امیر طلحہ (۱۶) امیر عبداللہ (۱۷) امیر زبیر (۱۸) امیر محمد حنفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔

(نقل از مناقب سُلطانی اصل فارسی بحوالہ کتاب النساب نامہ اور اسی فتاوےٰ غیاثی سے نقل کیا)

حضرت امیر زبیر کی والدہ ماجدہ کا نام میمنہ تھا۔ جو رستم پہلوان کی اولاد سے تھیں اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں آئی ہوئی تھیں۔ اعوان حضرت امیر زبیر کی پشت سے ہیں۔ (مناقب سُلطانی بحوالہ فتاویٰ غیاثیؒ)

حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ کا شجرہ نسب تیس[۳۰] واسطوں سے حضرت امیر زبیر اور اکتیس[۳۱] واسطوں سے حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے جا ملتا ہے۔ چنانچہ سُلطان العارفین ھادی السالکین قُرّہ دریائے ملکوت ہمائے اوج لاہوت فنافی اللہ بقابی ہُو حضرت شیخ سُلطان باھُوؒ قدس سرہ و نور اللہ مرقدہٗ بن حضرت شیخ سُلطان بازید محمد قدس سرہٗ وھُو بن حضرت شیخ سُلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ وہو بن شیخ اللہ دتہ وہو بن شیخ محمد تہیم وہو بن شیخ محمد منان وہو بن شیخ محمد موغلا وہو بن شیخ محمد صیدا وہو بن شیخ محمد سگھرا وہو بن شیخ محمد الون وہو بن شیخ محمد ملا وہو بن شیخ محمد بہاری وہو بن شیخ محمد جیون وہو بن شیخ محمد ہرگن وہو بن شیخ انور شاہ وہو بن شیخ امیر شاہ وہو بن حضرت شیخ قطب شاہ وہو بن شیخ امان شاہ وہو بن حضرت شیخ سُلطان حسین شاہ وہو بن حضرت شیخ فیروز شاہ وہو بن حضرت شیخ محمود شاہ وہو بن حضرت شیخ فرطک شاہ وہو بن حضرت شیخ نواب شاہ وہو بن حضرت شیخ دراب شاہ وہو بن حضرت شیخ ادھم شاہ وہو بن حضرت شیخ عتیق شاہ وہو بن حضرت شیخ عبیق شاہ وہو بن حضرت شیخ سکندر شاہ وہو بن حضرت شیخ احمد شاہ وہو بن حضرت شیخ حجر شاہ وہو بن حضرت امیر زبیر وہو بن امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہم و کرم اللہ وجہہٗ۔

نوٹ:۔ آنحضرت قدس سرہٗ کا یہ سلسلہ نسب شیخ المشائخ حضرت مولانا شیخ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف "مناقب سُلطانی" اصل فارسی سے بڑی احتیاط کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ اور انہوں نے یہ سلسلہ کتاب النساب سے بحوالہ فتاوےٰ غیاثیؒ نقل کیا ہے۔ نیز آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ یہ کتاب (کتاب النساب) کالاباغ کے رئیس خاندانوں کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

فصل دوم

حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ کے آباؤ اجداد کی مدینہ منورہ سے ہجرت اور علاقہ پنجاب اعوان کاریس قیام

حضرت سُلطان العارفین کا عُرف اعوان ہے۔ اور قبیلہ اعوان ہاشمی علوی ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ بنو اُمیہ کی بادشاہی کے ظلم و ستم سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی میدان کربلا میں شہادت پا جانے کے بعد بنی فاطمہ (سادات) اور باقی اولاد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی جو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ دوسری بیویوں سے تھی، یزید بن معاویہ کی بادشاہی میں ان سب کو گرفتار کر کے دمشق پہنچایا گیا۔ پھر دمشق سے بعض کو مدینہ منورہ اور بعض کو مصر پہنچا دیا گیا۔ اور باقی جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کربلا میں نہ آئے ہوئے تھے۔ وہ مدینہ منورہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ انور کے گرد ہی رہا کرتے تھے۔ یزید بن معاویہ مذکور نے بسبب عناد قلبی جب اہل مدینہ کو بغاوت کے الزام میں قتل کیا۔ اور مدینہ شریف کی ہتک اور بے حرمتی کی۔ تو ان سادات اور علوی خاندانوں کو بھی وہاں سے دوسرے ممالک میں جانا پڑا۔ باقی جو سادات کرام اور علوی عرب یا مصر یا کسی نزدیک جگہ رہتے تھے۔ حجاج بن یوسف ثقفی کے ظلم سے تنگ آ کر ۷۳ھ ہجری میں اپنے وطن کو چھوڑ کر ترکستان اور ایران چلے گئے۔ چونکہ بنی امیہ کو بنی فاطمہ اور اولاد علی سے عناد تھا اس لیئے جہاں انہیں پاتے قتل کر دیتے تھے حتیٰ کہ حجاج مذکور نے ۷۷ھ (۶۹۷ء) میں مصر کی جامع مسجد کو گرا کر اپنی رائے سے پھر تعمیر کرایا۔ اس کے ظلم کی

تلوار ایسی دراز ہوئی کہ ایک لاکھ بتیس ہزار مرد صحابی سادات (بنی فاطمہ علوی) شیخ ۔عالم شہید ہوئے اس واقعہ کی وجہ سے سادات اور علوی اس سے ہجرت کر کے ایران وغیرہ میں چلے آئے۔ اور طوس کے مقام پر امام علی موسیٰ رضا جو چھ واسطوں سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سات واسطوں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتے ہیں۔ کسی خلیفۂ عباسی کے ہاتھ سے شہید ہوئے، وہیں ان کا مزار پاک ہے۔ طوس کا نام اسی وجہ سے "مشہد مقدس" کے نام سے مبدل اور مشہور ہو گیا۔ جو بہت متبرک اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اور ایران کے بڑے بڑے شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

پھر سادات عظام اور علویہ ملک ترکستان کے شہر خوارزم اور بخارا، ہمدان، بغداد جو عراق عرب اور ترکستان کی سرحد ہے۔ اور فارس کے گرد و نواح کرمان اور شیراز وغیرہ شہروں میں آکر مقیم ہو گئے۔ پھر ان ملکوں سے بھی بعض بنوامیہ کے عہد حکومت اور بعض عباسی خاندان کی بادشاہی میں خراسان چلے آئے۔ اور ہرات وغیرہ کے اطراف و جوانب میں قرار پکڑا۔

دشت کربلا کے واقعہ کے بعد سادات بنی فاطمہ جس جگہ جاتے اور رہتے بجز عبادت الٰہی اور گوشہ نشینی کے اور کچھ شغل اور دنیاوی کام نہیں کرتے تھے۔ اور باقی علویہ (جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری بیویوں سے اولاد تھی) جس جگہ جاتے تھے حتی الامکان اپنی خاندانی حشمت اور امارت کے مدعی تھے۔ چونکہ ایران کے ملک سے وہ خراسان میں آئے تھے۔ سادات بنی فاطمہ بدستور گوشہ گزینی اور عبادت الٰہی میں مصروف ہوئے۔ اور باقی قبیلہ ہاشمی علویہ نے ہرات کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ تخت ہرات پر شاہ حسین نے قبضہ کیا تھا۔ اس کا بیٹا امان شاہ اپنے باپ کے بعد مسند نشین ہوا۔ جو سادات بنی فاطمہ کی بہت اعانت کیا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے اس کی اولاد کا لقب اعوان ہوا یعنی معاون سادات۔ چنانچہ مہاجر انصار اور اعوان تین چار پشت تک ہرات کی ریاست میں رہے۔ اس کے بعد مغلوبیت کے سبب معہ سادات بنی فاطمہ خراسان سے بھی عباسیہ خاندان کے آخری عہد میں پنجاب اور خراسان کے سرحدی علاقہ دریائے اٹک کے کنارے کالاباغ میں پہنچے۔

سادات بنی فاطمہ آہستہ آہستہ اوچ۔ بلوٹ۔ چوہا سیدن، دندا شاہ بلاول وغیرہ میں مقیم

ہو کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ لیکن قبیلہ اعوان نے اپنی شجاعت کے سلیقہ سے مردانگی کا ہاتھ بہت کی تلواروں کے قبضہ پر رکھا۔ اور بزور شمشیر کالاباغ اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ خٹک اور جنجوہا اقوام کے ہندو راجاؤں سے جو فسادیوں کا گروہ مشہور تھا چھین لیا۔ کالاباغ پر قبضہ کر چکنے کے بعد انہوں نے دریائے اٹک کے مشرقی کنارہ کا ارادہ کیا۔ مشرقی کوہستان (کوہ کھیوڑہ) کوہ سون، دکوہ سکیسر و تیا وناڈھا و کھون وغیرہم کے ہندو راجاؤں نے جو خٹک اور جنجوہا اقوام کے تھے یہاں مختلف ریاستیں قائم کر کے مضبوط قلعے اور قدیمی یاغستان بنا رکھے تھے۔ اعوان نے ان راجاؤں سے لڑنا شروع کیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں ان راجاؤں کو تہ تیغ کر کے کوہستان مذکور پر قبضہ کر لیا۔ لیکن پھر اپنی دینداری اور پرہیزگاری کے باعث رہنے سہنے کے لیے اپنے شہر اور گاؤں الگ آباد کر لیے۔ جن کا نام اعوان کار پڑ گیا۔

ان راجاؤں کی نسل کے بقیہ لوگ جو اس وقت ہندو اور بت پرست تھے۔ کوہستان سے بھاگ کر مذکورہ پہاڑوں کے دامنوں میں آکر آباد ہو گئے۔ اور وہاں شہر بنا لیے۔ آخر کار اپنی کمزوری اور اسلام کی سچائی کی وجہ سے وہ بھی دولت اسلام سے مشرف ہو گئے۔ ابھی تک اجگان مذکور کی قومیں پہاڑ کے دامنوں مزور کہٹہ، پنڈدادنخاں، احمد آباد، اللہ کہانہ، ڈلوال وغیرہ میں مقیم ہیں۔ اور سکھوں کے عہد حکومت تک بھی وہ قبیلہ اعوان کے ساتھ ملک کوہستان کا دعویٰ کرتے اور لڑائی جھگڑا رکھتے تھے۔

قبائل اعوان اگرچہ کوہستان مذکور میں تفرقہ، خانہ بدوشی اور خوشامدانہ باتوں کی وجہ سے عربی عادات اپنے بزرگوں کی سوغات خاندانی قوانین اور حسن اخلاق سے اپنی اولاد کو محروم کر چکے ہیں۔ پھر بھی ہاشمی علوی خاندانی بزرگی کی وجہ سے بعض علامتیں اب تک ان میں پائی جاتی ہیں۔ شجاعت سخاوت، مہمان نوازی، لین دین میں کھرا ہونا، دیانتداری، دینداری، امین، عہد کے پکے، بامروت صاحب حیا اور صاحب وفا ہیں۔ تمام مرد عورتیں، بچے، بوڑھے سخی اور بہادر ہیں۔ مہمان نواز اس حد تک ہیں کہ اپنا گوشت پوست بھی مہمان کے لیے خرچ کر ڈالنے سے گریز نہیں کرتے۔ اپنا سارا مال مذکورہ بالا خصائل میں خرچ کر دیتے ہیں۔ اس قوم کا اعلیٰ و ادنیٰ کبھی آسودہ حال نہیں ہوتا۔ بلکہ نیک کاموں میں مال صرف کر دینے کی وجہ سے ہمیشہ مقروض ہی رہتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

اس علاقہ میں دینداری، پرہیزگاری کا بڑا چرچا ہے۔ حرام کا یہاں مطلق رواج نہیں۔ اگر اتفاقاً ایسا ہو تو حلال اور مشکوک کو الگ الگ رکھتے ہیں۔ اعوان کاری میں کوئی امر جو خلاف شرع ہو اس کا رواج نہیں۔ یعنی کنجریوں کا تماشہ، نقالوں کا پیشہ، نشہ آور اشیا کا استعمال اور دوسرے بُرے فعل زنا کاری اور حرام خوری بالکل نہیں۔ بلکہ عربی علم پڑھنا، قرآن کریم کا حفظ کرنا اور کرانا، نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا رمضان شریف کے پورے روزے رکھنا۔ مسجدوں کی تعظیم کرنا۔ اور دوسرے ایسے نیک خصائل پر عمل پیرا ہونا ان کا خاص شیوہ ہے۔ اور ہزارہا عورتیں اور مرد حافظ قرآن پرہیزگار، خدا یاد، حلال خور اور راست گو ایسے بھی موجود ہیں کہ جن کی زبان پر جھوٹ آیا ہی نہ ہو۔ اور کسی کی طاقت نہیں کہ اعوان کاری میں ظاہر طور پر فسق و فجور اور برے کاموں کا مرتکب ہو۔

نیز قبائل اعوان میں ایک علامت ہاشمیہ اور سادات علویہ کی یہ بھی موجود ہے کہ ابھی تک اعوان قبائل کے سرداروں کے نام سادات قوم سے ملتے جلتے ہیں۔ مثلاً شیر شاہ، غلام شاہ محمد شاہ، مزمل شاہ وغیرہ کیونکہ شاہ کا لقب اس ملک میں اکثر قریشی، ہاشمی، علوی خاندان کا ہے۔ اور قبائل اعوان جو دراصل علوی خاندان سے ہیں۔ شاہ کے لقب سے بلائے جاتے ہیں حادثات اور تفرقات کے باعث قبائل کی اصل پہچان اپنے دستور پر نہیں رہی ہے۔ جیسے کہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا حال ہوا۔ کہ جب وہ آپس میں جدا جدا ہوئے۔ تو ان کی اصل پہچان اپنی جگہ پر قائم نہ رہی۔ بلکہ معدوم ہو گئی۔ اسی طرح سادات بنی فاطمہ یعنی اولاد امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما جب عرب کے ملک سے جدا ہوئے تو جو گیلان میں رہے گیلانی۔ جو بخارا میں آئے بخاری، جو ہمدان میں گئے ہمدانی، اور جو کرمان میں پہنچے کرمانی، جو گردیز میں مقیم ہوئے گردیزی اور جو کوئی مشہد مقدس میں آ کر رہے مشہدی سید مشہور ہوئے۔ حالانکہ تمام خاندان حسنی و حسینی تھے جدا جدا ممالک میں رہنے کے باعث گیلانی، بخاری وغیرہ ہو گئے۔ علیٰ ہذا القیاس قبیلہ علوی کا بھی علویت کا لقب اعوان سے ملقب اور مبدل ہو گیا جیسا کہ مذکور ہوا ہے۔

(مناقب سلطانی)

فصل سوم

سُلطان العارفین ہادی السالکین شیخ سُلطان باہُو قدس سرہٗ کے والدین شریفین

سُلطان العارفین بُرہان الواصلین قطب الکاملین شیخنا و مُرشدنا حضرت سُلطان باہُو قدس سرہٗ کے بزرگان اسلاف کا خاندان بھی ان اعوان خاندانوں کی طرح جو مالکان کالا باغ و مالکان سوہال تھے۔ ملک سون کے رؤسا کے خاندانوں سے تھا۔ جو دہلی کے بادشاہوں کے دربار میں پشت بر پشت مُلکی ریاست کے منصب دار تھے۔ یہاں تک کہ حضرت بازید محمد قدس سرہٗ والد ماجد حضرت سُلطان العارفین سُلطان باہُو ملک مذکور کے منصب دار ہوئے۔ آپ ایک صالح، شریعت کے پابند، حافظ قرآن، فقیہ مسئلہ دان، علاقہ دار شاہی ملک کوہستان اعوان کار کے صاحب استمرار اور سلطنت دہلی کے منصب دار تھے۔ آپ نے اولاد کی خاطر وسط عمر میں حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا سے نکاح کیا حضرت بی بی صاحبہ آپ کی ہم کفو تھیں نیک اور شریف عورت تھیں۔ حضرت بازید محمد قدس سرہٗ پر آپ کی پرہیزگاری کا بڑا اثر پڑا چنانچہ اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت بازید محمد قدس سرہٗ کے دل میں محبت الٰہی جوش زن ہوئی خیال آیا کہ افسوس اس قدر عمر مفت گنوائی۔ یہ زیبا نہیں کہ بیوی تو خدا دوست ہو اور اس کا شوہر غفلت اور حرص دنیا میں مبتلا ہو۔ آخر فیض ازلی نے آپ کو متنبہ کیا۔ اور آپ نے فَفِرُّوا اِلَی اللّٰہِ کے بموجب دنیا ترک کر دی۔

چنانچہ اسی وقت ہتھیار لگا کر گھوڑی پر سوار ہوئے۔ اور ملتان کا رخ کیا جب وہاں پہنچے۔ تو راہگیر اور چوکیدار آپ کو ایک نئی عزت، رعب دار اور بے سامان سوار پا کر حسب ضابطہ ناظم ملتان کے پاس لے آئے۔ ناظم ملتان نے حضرت بازید محمد قدس سرہٗ کا چہرہ مبارک، لباس، آلات جنگ اور سواری کی گھوڑی جس کا نام سوئن پری تھا، دیکھی۔ تو اصل حالات دریافت کیے۔ لیکن آپ نے اصل بھید کو پوشیدہ رکھا اور تین شرائط پر ملازمت کی درخواست کی۔

اوّل :۔ یہ کہ میرا مکان علیحدہ کسی پاک گوشہ میں ہو۔

دوم :۔ میں کسی کو حاکم اور اپنے آپ کو اس کا فرمانبردار نہیں مانوں گا۔

سوم :۔ ملازموں کی طرح کسی بڑے افسر کو خلافِ شریعت سلام نہیں کرونگا۔

ناظم ملتان نے آپ کی تینوں شرطیں منظور کرلیں۔ پھر آپ ملتان میں ایک علیحدہ مکان کے اندر پاک گوشہ میں یادِ الٰہی میں مشغول ہوگئے اور آخر ایک ولی کامل اور بارگاہ الٰہی کے خاص بندے ہوئے۔

حضور غوث الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی تصنیفات میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا قربِ اصل صرف ایک قدم میں نصیب ہوسکتا ہے۔ یعنی دنیا سے قدم اٹھا کر قربِ الٰہی میں رکھنا۔ پس جس شخص کو اللہ جل مجدہ ظاہری وسیلہ اور سبب کے بغیر خود بخود فیض وفضل سے اپنے قرب کی طرف کھینچ لے اسے مجاہدات کی کیا ضرورت۔ وہاں دیر ہی کیا ہے۔ اس راہ میں عقل و فکر اور دانائی کا گھوڑا لنگڑا ہے۔ یہ فضل الٰہی ہے۔ وہ جسے چاہے عنایت کرے۔ وہ صاحب فضل عظیم ہے۔ اور ہر چیز پر قادر ہے۔ اگرچہ یہ دور و دراز کی منزل ہے۔ جو کوسوں اور فرسنگوں کی قید میں نہیں آسکتی۔ اور نہ ہی اسے زور بازو سے طے کر سکتے ہیں۔ مگر یاد رکھیئے عشق ایک ایسی آگ ہے۔ جو غیرِ حق کو جلا دیتی ہے۔ جذبہ محبتِ الٰہیہ میں غرق ہونے سے غیرِ حق سے قطع تعلق کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔

پھر جذبہ بھی دو قسم ہے۔ ایک جو مجاہدات کی کثرت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور دوسرا جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نصیب ہوتا ہے جس میں ظاہری کوئی سبب یا وسیلہ نہیں پایا جاتا۔ جو جذبہ حبِّ الٰہی ظاہری سبب کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ وہ مرشد کامل کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی قابلیت کے مطابق چالیس سال یا بارہ سال یا اس سے بھی کم عرصہ کی ریاضت اور مجاہدہ کے بعد ہوتا ہے اور جو جذبہ محض بفیض و فضلِ ایزدی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ وہ قادرِ مطلق جس وقت چاہے بندے کا دل اپنی طرف پھیر لے۔ اور غیر کی محبت اس سے مٹا دے۔ اور اس پر کئی واقعات شاہد ہیں۔

چنانچہ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے بادشاہ تھے۔ بہت سی رعایا آپ کے

ماتحت تھی۔ ایک رات تخت پر لیٹے ہوئے تھے کہ آدھی رات کو محل کے چھت پر کسی کے چلنے کی آواز آئی۔ آپ نے آواز دی کہ کون ہے۔ جواب ملا کہ آپ کا واقف کار ہوں میرا اونٹ گم ہوگیا ہے۔ اسے تلاش کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تعجب ہے کہ تم اونٹ کو محل پر تلاش کرتے ہو؟ جواب ملا اے غافل! کیا اللہ تعالےٰ کو اطلسی کپڑوں اور سنہری تخت پر تلاش کرنا اس سے بھی زیادہ عجیب نہیں۔ یہ بات سن کر آپ کا دل کانپ گیا۔ رات بڑی بے چینی سے کاٹی۔ صبح کو دربارِ عام کیا۔ ذرا دل سنبھالا۔ دیکھا کہ تمام امراء وزراء اپنی جگہ بیٹھے ہیں۔ ایک بارعب شخص جسے کسی کی پرواہ نہیں۔ بڑی جرأت کے ساتھ دربار میں گھس آیا۔ کوئی آدمی اسے روک نہ سکا۔ وہ سیدھا تخت کے پاس آکر کھڑا ہوگیا۔ آپ نے پوچھا کیوں بھائی کس کی تلاش ہے اور یہاں کیسے آئے ہو؟ اس نے جواب دیا میں اس سرا میں ٹھہرنا چاہتا ہوں حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ سرا نہیں یہ تو شاہی محل ہے۔ پھر اس اللہ کے بندے نے پوچھا، اچھا بتاؤ اس محل کا پہلے کون مالک تھا؟ آپ نے فرمایا میرے نانا جان۔ اس مردِ خدا نے پوچھا، آپ کے نانا جان سے پہلے؟ تو آپ نے پہلے والے بادشاہ کا نام لیا۔ اسی طرح وہ پوچھتا رہا۔ آپ جواب دیتے رہے۔ آخر اس مردِ کامل نے کہا، تو کیا پھر یہ سرائے نہیں جس میں ایک جاتا ہے اور دوسرا آتا ہے۔ سرائے بھی تو ایسی جگہ کو ہی کہتے ہیں۔ اتنا کہا اور وہ شخص باہر نکل کر نظروں سے غائب ہوگیا۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ تن تنہا اس کے پیچھے دوڑے۔ اور آخر اسے تلاش کرلیا۔ پوچھا آپ کون ہیں؟ وہ مردِ کامل بولے کہ میں خضر (علیہ السلام) ہوں۔ یہ سنتے ہی آپ نے جنگل کی راہ لی۔ اور بہت جلد آپ پر ملکوت کا دروازہ کھل گیا۔ صاحبِ یقین ہوتے ہی آپ کے تمام کپڑے آنسوؤں سے بھیگ گئے۔ شاہی لباس ایک مسافر کو دے دیا۔ اور خود خلعتِ فقر پہن کر دنیائے ولایت کے بادشاہ بن گئے۔

حضرت فضیل بن عیاض جو چوروں کے سردار تھے۔ جب اللہ تعالےٰ نے چاہا، تو ایک دم میں ایک قدم پر خدا رسیدہ ہوگئے۔

یوں ہی اصحاب کہف کا قصہ جسے خود قرآن حکیم نے بیان کیا۔ اور جس کی تفصیل تفاسیر میں موجود ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡكَهۡفِ وَالرَّقِيۡمِ كَانُوۡا مِنۡ اٰيٰتِنَا

عجباً ۔ واقعی اصحاب کہف اور رقیم ہماری عجیب نشانیاں تھیں۔

اُمدم برسرِ مطلب :- حضرت بازید محمد قدس سرہٗ کو ملازمت اختیار کئے ہوئے ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ راجہ مروٹ اور صوبہ دار ملتان کے درمیان مشترکہ سرحد کے بارے میں کچھ جھگڑا سا ہو گیا۔ جو رفتہ رفتہ لڑائی کی صورت اختیار کر گیا۔ ملتان کے صوبہ دار نے اس پر چڑھائی کی۔ حضرت بازید محمد قدس سرہٗ چونکہ تنہا رہتے تھے۔ اس لیئے آپ کو اس وقت کسی نے یاد نہ کیا۔ آپ نے خود بخود گھوڑی پر ضروری سامان باندھا ہتھیار لگائے۔ سوار ہو کر ناظم ملتان کے پاس آئے۔ اور لڑائی میں جانے کے لیئے کہا۔ ناظم نے پوچھا۔ آپ کس پلٹن کے ساتھ فوج میں شریک ہوں گے۔ آپنے فرمایا چونکہ میں علیحدہ ہی تنخواہ کھاتا رہا ہوں۔ اس لیئے اب اس خدمت کو بھی علیحدہ ہی سرانجام دوں گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ عالی ہمت اشخاص سے محبت رکھتا ہے۔ کچہری کے آدمی یہ بات سن کر مسکرائے۔ ناظم نے کہا کہ جس طرح یہ مردِ خدا خوش ہو۔ اسی طرح اسے کرنے دو۔ پھر آپ کے کہنے پر ناظم ملتان نے آپ کو راجہ مروٹ کی تصویر دی۔ اور ایک آدمی راستے کا واقف ساتھ بھیجا۔ آپ نے شہر میں داخل ہو کر ساتھی کو واپس کر دیا۔ چونکہ آپ پر ایلچی یا وکیل کا گمان تھا۔ اس لیئے بلا روک ٹوک کچہری میں چلے گئے۔ آپنے زین کے قربوس سے توبرہ (شکار بند) لٹکایا ہوا تھا۔ کچہری کے اندر داخل ہو کر گھوڑی کو علیحدہ کھڑا کیا۔ تصویر کے مطابق راجہ کو دیکھا۔ اور معلوم کیا کہ اس جگہ سے ٹھیک وار ہو سکتا ہے۔ تلوار اٹھائی۔ اور شیروں کی طرح گرج کر کہا۔ بہادرو خبردار! میں تمہاری جان کا خواہاں ہوں۔ تلوار کے ایک ہی وار سے راجہ کا سر کاٹ کر توبرہ میں رکھا۔ گھوڑی پر سوار ہوئے۔ ادھر اتنے میں کہرام مچ گیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب پر غالب آئے۔ شہر کے دروازے بند ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ دروازوں کا کھولنے والا ہے۔ بطور خرقِ عادت اور ظہورِ کرامت گھوڑی سون پری کو ایسی توفیق عطا فرمائی۔ کہ قلعہ کی ایک دیوار سے صحیح سلامت کود گئی۔

اگرچہ آنحضرت قدس سرہٗ کی اس کرامت پر مخالفین کو نکتہ چینی اور حرف گیری کا موقع مل سکتا ہے لیکن اگر دیانت داری کے ساتھ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے۔ تو آنحضرت قدس سرہٗ کی اس کرامت کے شاہد ایسے کئی واقعات ملیں گے۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مٹھی بھر مسلمانوں کو لاکھوں

کی تعداد میں دشمنوں پر فتح نصیب کی۔ فتوح الشام اور فتوح المصر کو دیکھیں۔ جن میں صحابہ کرام کی روایات سند بسند اس قسم کے واقعات کے متعلق درج ہیں۔ ان کتابوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجاہدینِ اسلام علیہم الرضوان سے اس قسم کے محالِ معاملات کس قدر وقوع میں آئے۔ اور کیسی کیسی جواں مردیاں ظہور میں آئیں۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں، ورنہ کچھ عرض کیئے دیتا۔ مولا تعالیٰ کی قدرت کا تو کسی کو انکار نہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جسے چاہتا ہے اپنی مدد سے تائید کرتا ہے۔ اور وہ صاحبِ فضلِ عظیم ہے۔

حضرت بازید محمد قدس سرہٗ ملتان کے صوبہ دار کے پاس راجہ مروٹ کا سر لے آئے اور سلام کیا۔ ابھی لشکر اور اہل لشکر راہ ہی میں تھے۔ کہ یہ عجیب کام ظہور میں آیا۔ گرد و نواح اور خصوصاً بادشاہ دہلی کے پاس حضرت بازید محمد قدس سرہٗ کی تصویر، حلیہ اور گھوڑی کی تصویر پہنچ گئی۔ چونکہ آپ صاحبِ شان اور منصب دارِ شاہی تھے۔ اس لیئے آپ کے گھر سے نکلتے ہی نوکر چاکر سب آپ کی تلاش میں تھے۔ جب آپ کی تلاش کرنے والوں نے حضرت بازید محمد قدس سرہٗ کا نام سنا تو یقین کیا کہ یہ گھوڑی اور اس کے سوار آپ ہی ہیں۔ اور یہ کام بفضلِ الٰہی آپ ہی نے کیا ہے۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ قدس سرہٗ کے دو ماموں جو آنحضرت قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ کے حقیقی بھائی تھے۔ حضرت بازید محمد قدس سرہٗ کے پاس گئے، ملاقات کی اور واپس تشریف لے جانے کے لیئے کہا۔ لیکن آپنے فرمایا کہ اپنی ہمشیرہ بی بی راستی قدس سرہا سے پوچھو۔ اگر انہوں نے بھی واپس جانے کے لیئے کہا تو میں وطن چلا جاؤں گا۔

چنانچہ جب مائی صاحبہ سے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا یہ سرِ الٰہی ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے پیٹ میں سلطان باہوؒ (قدس سرہٗ) نامی فرزند ہے۔ جو مادر زاد ولی اللہ ہو گا۔ اس کی پیدائش اور اس کا ظہور علاقہ چناب میں ہو گا۔ یہ لڑکا تارک الدنیا ہو گا۔ ہمیں بھی اس کے لیئے دنیا کے ترک کرنے کا حکم ہے۔ اس لیئے مجھے حضرت بازید محمد قدس سرہٗ کے پاس پہنچا دو۔ چنانچہ آپ کو ملتان پہنچا دیا گیا۔

سلطنت دہلی کی طرف سے بھی حضرت بازید محمد قدس سرہٗ کی تلاش کے اشتہار جاری

تھے۔ تحقیق ہو چکنے کے بعد حضرت بازید محمد قدس سرہٗ کے متعلق فرمان شاہی جاری ہوا۔ کہ آپ پھر اپنے وطن مالوف میں پہنچ کر اپنی ریاست کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ لیکن آپ نے درخواست کی کہ میں باقی عمر اللہ تعالےٰ کی یاد میں مشغول رہوں گا۔ چونکہ سلطنت اسلامی تھی۔ اس لیے آپ کی درخواست منظور ہو گئی۔ اس کے بعد آپ شورکوٹ تشریف لے گئے۔ جو پرگنہ ملتان میں واقع تھا۔ اور بہت متبرک مقام تھا۔ وہاں بزرگوں اور شہیدوں کی زیارت گاہیں اور مقبرے بکثرت تھے۔ وہاں کے باشندے بھی زیادہ تر عالم تھے۔ جمعہ اور دونوں عیدوں کی نماز بھی حاصل ہو جاتی تھی۔ بادشاہ شاہجہان نے پچاس ہزار بیگھہ زمین اور ایک سالم گاؤں قہرگان جو ملتان کے پرگنوں میں سے پرگنہ شورکوٹ سے متعلق تھا۔ اور جس کے مکانات پختہ اینٹوں سے بنے ہوئے تھے۔ بمعہ چند آباد کنوؤں کے شاہی املاک سے آپ کو بطور انعام دیا۔ (حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہٗ کا جنازہ بھی پہلی دفعہ اسی موضع قہرگان کے ایک قلعہ کے اندر دفن کیا گیا تھا۔) پھر حضرت بازید محمد قدس سرہٗ اور مائی صاحبہ بی بی راستی قدس سرہا نے مستقل طور پر شورکوٹ میں سکونت اختیار فرمالی۔

باب دوم

فصل اوّل

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی پیدائش

حضرت بازید محمد قدس سرہٗ اور مائی صاحبہ کو شورکوٹ سکونت اختیار کئے ابھی چند دن ہی گزرے تھے۔ کہ مولا تعالیٰ نے انہیں ان ہی کی تمناؤں کے عین مطابق آسمان روحانیت کا درخشندہ ستارہ عارفوں کا بادشاہ، گمراہوں کو راہ راست پر چلانے والا مُردہ دلوں کو اپنی توجہ خاص سے زندہ دل کر دینے والا، فانی فے اللہ باقی باللہ سُلطان باھُو (قدس سرہٗ) فرزند ارجمند عطا فرمایا۔

صحیح روایت کے مطابق آپ شاہجہان کے عہد ۱۰۳۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کے وقت خوارق عادات اور کرامات مثل حضرت محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظہور میں آئیں۔ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ چونکہ آپ کے والدین بھی خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ اس لیئے انہوں نے اپنے نور نظر لخت جگر کے حال کے عین مطابق سُلطان محمد باھُو قدس سرہٗ نام رکھا۔ بزرگوں نے باہو نام ہونے کے بہت سے اسرار لکھے ہیں۔ لفظ باھُو کے معنی ہیں ساتھ اللہ جل شانہٗ کے" جو آپ اول آخر ظاہر باطن ساتھ اللہ تعالےٰ کے ہیں۔ یعنی ہر آن میں اس کی رضا مدنظر رکھنے والے فنافی اللہ بقائی ہو۔

مدارج سلطانی میں آپ کے حسب ذیل "نود" نام منقول ہیں۔

هُوَ السُّلطانُ الَّذی لیس کمثلہٖ سُلطانُ الاسلطان شیخ مُحمّد باھُو قدس سرہٗ			
مُحمّد باھُو حامدُ اللہِ	مُحمّد باھُو محمودُ اللہِ	مسعودٌ	ناصِرٌ

مَنْصُوْرٌ	مَغْفُوْرٌ	مَسْرُوْرٌ	نَاظِرٌ	مَنْظُوْرٌ	ذَاکِرٌ	مَذْکُوْرٌ
قَابِلٌ	مَقْبُوْلٌ	وَاصِلٌ	مُقَرَّبٌ	طَالِبٌ	مَطْلُوْبٌ	حَبِیْبٌ
مَحْبُوْبٌ	مَرْغُوْبٌ	عَاشِقٌ	مَعْشُوْقٌ	صَادِقٌ	مُصَدِّقٌ	خَالِصٌ
مُخْلِصٌ	مُحْسِنٌ	حَکِیْمٌ	حَلِیْمٌ	عَظِیْمٌ	کَرِیْمٌ	کَلِیْمٌ
هَادِیٌّ	مَهْدِیٌّ	وَلِیٌّ	سُنِّیٌّ	قَادِرِیٌّ	سَرْوَرِیٌّ	خَلِیْلٌ
جَمِیْلٌ	وَکِیْلٌ	صَفِیٌّ	نَقِیٌّ	تَقِیٌّ	قُرَیْشِیٌّ	هَاشِمِیٌّ
طَیِّبٌ	طَاهِرٌ	مُطَهَّرٌ	خَطِیْبٌ	اُمِّیٌّ	فَصِیْحٌ	مَلِیْحٌ
سِرَاجٌ	مُنِیْرٌ	بَشِیْرٌ	نَذِیْرٌ	خَلِیْقٌ	شَفِیْقٌ	رَفِیْقٌ
عَتِیْقٌ	عَزِیْزٌ	حَقٌّ	مُبِیْنٌ	مَتِیْنٌ	اَمِیْنٌ	مَکِیْنٌ
اَوَّلٌ	اٰخِرٌ	ظَاهِرٌ	بَاطِنٌ	رَحْمَتٌ	عَادِلٌ	عَالِمٌ
عَامِلٌ	کَامِلٌ	مُکَمِّلٌ	اَکْمَلٌ	فَاتِحٌ	حَافِظٌ	شَهِیْدٌ
مُرِیْدٌ	مُرْشِدٌ	عَابِدٌ	زَاهِدٌ	مُؤْمِنٌ	مُتَوَکِّلٌ	عَارِفٌ
شَیْخٌ	کَبِیْرٌ	اَمِیْرٌ	فَقِیْرٌ	غَرِیْبٌ	غَوْثٌ	قُطْبٌ
مُنَسِّرٌ	مُحَدِّثٌ	سُلْطَانٌ اَوْلٰی مِنْ کُلِّ السُّلْطَانِ قدس سرہ				

نوٹ :- طالب کو چاہیئے کہ ہمیشہ آپ کے ان اسماء شریف کو بطور وظیفہ پڑھتا رہے۔ اور جب کبھی کوئی مشکل پڑ جائے تو ہر نماز کے بعد آپ کے ذاتی اسم شریف کا وظیفہ اس طرح پڑھا کرے۔ یَاحَضْرَتْ شَیْخ مُحَمَّد بَاهُو شَیْئًا لِلّٰهِ اَمْدُدْنِی فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ بیشک آپ پکارنے والے کی مشکل کو تشریف لاکر باذن اللہ تعالےٰ آسان فرما دیں گے چنانچہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں سے

باھُو رُوحانی مکان ولامکاں نور حاضر زور شد باجسم و جاں

مگر یقین کامل ہونا شرط ہے۔

آپ کے صفاتی اسم حق اور ذاتی اسم باہو کو ملا کر حق باھُو بلند آواز سے پڑھنے کا وظیفہ بھی نہایت مجرب ہے۔ جو ودایک نہیں لاکھوں طالبوں کا آزمایا ہوا ہے۔ اس وظیفہ کو بلا ناغہ پڑھنے سے دل کی سیاہی دور ہو جاتی ہے۔ قلب روشن اور سینہ منور ہو جاتا ہے۔ اور چند ہی دنوں کے اندر مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔

بعض کور باطن اپنی کم فہمی اور نادانی کے باعث حق باھُو پڑھنا ناجائز بلکہ معاذ اللہ کفر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان نادانوں کو اتنی خبر نہیں کہ یہاں لفظ حق سے مراد اللہ تعالیٰ کا اسم حق نہیں۔ بلکہ لفظ حق یہاں راست درست اور سچ صحیح کے معنی اور مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ جو لفظ باطل کی ضد ہے۔ یعنی یہ بالکل سچ ہے کہ آنحضرت باھُو یعنی باخدا ہیں۔

فصل دوم

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کا بچپن

بچپن ہی میں آپ کے روحانی کمالات کے ظہور سے آیندہ زندگی کی تصویر نمایاں تھی۔ آپ اپنی والدہ ماجدہ قدس سرہا کا دودھ رمضان المبارک میں سحری سے لے کر شام تک نہیں پیتے تھے۔ یعنی اپنے والدین کی طرح صائم رہتے تھے۔ جب دایہ آپ کو سیر و تفریح کے لیئے گھر سے باہر لیجاتی تو آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر اکثر ہندو لوگ کلمہ طیب پڑھ لیتے تھے۔

چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز شہر کے تمام ہندو اکٹھے ہو کر آپ کے والد ماجد حضرت بازید محمد قدس سرہٗ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ دایہ آپ کے فرزند ارجمند کو وقت بے وقت باہر لانے سے ہمارے دین کا سخت نقصان کرتی ہے۔ آپ مہربانی فرما کر اپنے برخوردار کے لیئے سیر و تفریح کا وقت مقرر کر دیں ہم اپنے دین کی حفاظت کے لیئے منادی کرنے والے ملازم رکھ لیں گے۔ آپ نے ان کی درخواست منظور فرمالی چنانچہ ہندوؤں نے اس کام کے لیئے نوکر مقرر کر لیئے۔ اور انہیں تاکید کر دی کہ جس وقت

حضرت بازید محمد قدس سرہٗ کا صاحبزادہ محمد باہُو قدس سرّہٗ گھر سے باہر تشریف لائے فوراً آواز بلند منادی کریں۔ جب نوکر منادی کرتے تو ہندو لوگ فوراً اپنی دکانوں یا مکانوں کے اندر گھس جاتے۔

سُلطان الاولیا امام الاتقیا حضرت سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت سُلطان شیخ غلام باہُو قدس سرّہٗ کی زبان دُرفشاں سے خاص وقتوں میں جب کہ آپ اسرار بیان فرمایا کرتے تھے۔ یہ سنا کہ شروع سے لے کر آخر دم تک سُلطان العارفین حضرت سُلطان باہُو کی نگاہ مبارک جس غیر مسلم پر پڑی وہ فوراً کلمہ طیب پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ سبحان اللہ یہ کتنا بڑا فضل خداوندی ہے۔ کہ اس نے اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی امت کے اولیا کی نظر میں اتنی تاثیر پیدا کر دی۔

روایت ہے کہ عالم طفولیت میں ایک دفعہ جب آپ بیمار ہوئے تو آپ کی اجازت سے لوگ ایک برہمن طبیب کو بلانے کے لیئے اس کے گھر گئے۔ برہمن نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں وہاں گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا بہتر یہ ہے کہ آپ ان کا قارورہ یہاں لے آئیں۔ مریدوں نے ایسا ہی کیا جب اس برہمن طبیب نے قارورہ کی بوتل اٹھا کر دیکھا۔ تو بے ساختہ اس کی زبان پر کلمہ طیب جاری ہو گیا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِؐ آپ کی یہ کرامت گرد و نواح میں ابھی تک مشہور ہے۔ اور یہ تو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اور ہزاروں خاص و عام دیکھتے ہیں اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک دیکھتے رہیں گے۔ کہ جس وقت لوگ آپ کے مزار مقدس کی زیارت کے لیئے خانقاہ شریف کے اندر داخل ہوتے ہیں۔ تو مزار شریف کو دیکھتے ہی بے اختیار ذاتِ الٰہی کے شوق سے رونے لگ جاتے ہیں۔ اور ذکر جہر ان کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے سینکڑوں بانصیب آدمی صاحب حال زندہ دل صاحب تاثیر ذاکر قلبی اور ذاکر روحی ہو جاتے ہیں۔ یہ محض کمال اطاعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا نتیجہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا بِفَضْلِكَ الْعَظِيْمِ

فصل سوم

سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بیعت

چونکہ آپ مادر زاد ولی اللہ اور فیض ازلی سے بہرہ مند تھے اس لیئے بچپن ہی سے آپ پر واردات وجذبات الٰہی طاری ہونے شروع ہو گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ان تجلیات الٰہیہ کی کثرت کے سبب مجھے ظاہری علم حاصل کرنے کا کوئی وقت نہیں بچا تھا۔ لیکن علم باطن کی فتوحات اس قدر تھیں کہ کئی دفتروں میں نہ سما سکیں ؎

اگرچہ نیست مارا علم ظاہر ز علم باطنی جاں گشتہ طاہر

علم تصوف اور سلوک طریقت کے موضوع پر آپ نے علوم باطن کے کشف سے فارسی اور عربی زبان میں ایک سو چالیس کتابیں لکھی ہیں جن کی تاثیر کا یہ عالم ہے کہ اگر یقین کامل کے ساتھ ان کا مطالعہ کیا جائے تو راہ سلوک میں طالب اللہ کے لیئے رہبر کامل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور سچ بات تو یہ ہے کہ اگر آپ کی تصانیف کا بلاناغہ مطالعہ کیا جائے۔ تو ظاہری طور پر بھی کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی چنداں ضرورت نہیں رہتی۔ اور طالب کی اس حاجت کو بھی حضور سُلطان العارفین قدس سرّہٗ اپنی ذاتِ اقدس سے پورا فرما دیتے ہیں۔ ہمارا یہ کہنا خوش اعتقادی ہی نہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ہے۔ اور بعد از وفات آپ کی ذات گرامی سے فیض حاصل کرنے والے بزرگوں کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر کے لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔

اکثر تصانیف میں آپ کا یہ ارشاد موجود ہے۔ کہ میں نے یہ کتابیں سرورِ دو عالم حبیب خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مخلوق کی تلقین کے لیئے لکھی ہیں۔ اور یہ کتابیں طالب کے لیئے رہبر کامل اور مرشد اکمل ہیں جس طالب کو مرشد کی تلاش ہو۔ اور طلب مولےٰ میں بیقرار ہو۔ اسے چاہیئے کہ وہ ان اصل فارسی کتابوں کا مطالعہ کرے۔ جو تھوڑی مدت میں اسے منزل مقصود

تک پہنچا دیں گی۔ آپ کی اس کرامت میں کچھ شک نہیں متعدد اشخاص نے فائدہ اٹھایا فیض ازلی سے بہرہ مند ہوئے۔ اور نعمت لازوال سے مالا مال ہو کر دنیا سے بے نیاز ہو گئے جس طرح انوارِ تجلیات الہٰیہ کی کثرت کے سبب آپ کو ظاہری علم پڑھنے کی فرصت نہیں ملتی تھی۔ اسی طرح ورد وظائف کے لئے بھی وقت نہیں بچتا تھا۔ چنانچہ زمانہ طفولیت میں ہی آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں ذاتِ الٰہی کے انوار کی تجلیات کے مکاشفوں کے سبب ورد وظائف کی فراغت نہیں۔ کیونکہ ہم وحدانیت کے گہرے سمندر میں مستغرق رہتے ہیں۔ شیخ الاولیاء والاصفیاء مولانا و مرشدنا حضرت شیخ سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے والد ماجد قدس سرہٗ سے سنا کہ حضرت سلطان العارفین برہان الواصلین سلطان باہو قدس سرہ العزیز نے اپنی تمام عمر شریف میں ایک مستحب بھی ترک نہیں کیا۔ سبحان اللہ باطنی واردات وجذبات و انوار ذاتِ کبریا کے مکاشفات و تجلیات کا یہ عالم کہ ایک گھڑی فرصت نہ ملے۔ اور ظاہری استقامت کی یہ کیفیت کہ تمام عمر ایک مستحب بھی ترک نہ ہو۔ شریعت مطہرہ کے قوانین سے بال برابر بھی تجاوز نہ کیا جائے۔ اور ظاہر باطن میں سنتِ رحمۃ للعالمین کی اتباع کا پورا پورا خیال رہے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظرِ عنایت کا نتیجہ ہے۔

جب آپ سن بلوغت کو پہنچے تو ایک روز کا واقعہ ہے۔ کہ آپ قصبہ شورکوٹ کے قریب کھڑے تھے۔ اچانک ایک صاحب حشمت، صاحب نور اور بارعب سوار نمودار ہوا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو پیچھے بٹھا لیا۔ پہلے تو آپ ڈرے لیکن کچھ دیر بعد دل کو ٹھہرایا۔ جرأت کی اور سوال کیا کہ حضرت آپ کی تعریف کیا ہے۔ اور مجھے کہاں لے جانے کا ارادہ ہے؟ اس پاکیزہ دل سوار نے پہلے توجہ کی۔ اور اس کے بعد اپنی زبان درفشاں سے ارشاد فرمایا۔ میرا نام علی رضی اللہ عنہ ہے۔ اور میں تجھے حسب الارشاد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی مجلس پاک میں لیئے جا رہا ہوں۔ یہ سن کر آپ مطمئن ہو گئے تھوڑی دیر بعد آپ کو حاضرِ مجلس کر دیا گیا۔ اس وقت حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی اہل بیت اطہار کی مجلس میں موجود تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجلس سے اٹھے اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہ

سے ملاقات کی اور توجہ فرما کر رخصت ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ جب تینوں خلفائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم باری باری رخصت ہو گئے۔ اور مجلس میں صرف اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین ہی رہ گئے۔ تو حضور سلطان العارفین قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس وقت مجھے حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے چہرہ انور سے اس قسم کے آثار نظر آتے تھے۔ کہ میری بیعت کے لیئے نبی کریم رؤف رحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نہیں ارشاد ہو گا۔ مگر بظاہر خاموش تھے۔ حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ بلحاظ مجھے دربار رسالت میں پہنچانے کے پہلے وسیلہ اور ہادی تھے۔

کچھ دیر بعد حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں دست مبارک میری طرف بڑھائے اور ارشاد فرمایا میرے ہاتھ پکڑو۔ پھر مجھے دونوں مبارک ہاتھوں سے بیعت اور تلقین فرمایا۔ آپ کے مبارک ہاتھوں کے پکڑنے کی دیر تھی۔ کہ میرے لیئے درجات اور مقامات کا کوئی حجاب باقی نہ رہا۔ دور اور نزدیک کی ہر چیز یکساں دکھائی دینے لگی۔ لوح محفوظ کے تمام پردے اٹھ گئے۔ اول، آخر ظاہر اور باطن ایک جیسا ہو گیا۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب عین الفقر شریف میں فرماتے ہیں کہ مرشد کامل ایسا ہی ہونا چاہیئے جو طالب کو ایک ہی نظر سے مراتب انتہا کو پہنچا دے۔ اور تمام حجابات کو دور کر کے اسے مشاہدات میں غرق کر دے۔ پھر فرماتے ہیں جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تلقین فرما چکے تو سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے فرمایا کہ تو میرا فرزند ہے میں نے حضرت سبطین الشریفین الاحسن السعیدین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے قدم مبارک چومے۔ اور اپنے کانوں میں غلامی کا حلقہ پہنا۔

سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے تلقین کے بعد مجھے فرمایا کہ خلق خدا سے ہمت کرنا۔ کیونکہ تمہارا مرتبہ دن بدن بلکہ گھڑی بہ گھڑی ترقی پر ہو گا۔ اور ابدالآباد تک ایسا ہوتا رہے گا۔ کیونکہ یہ حکیم سرمدی ہے۔ اس کے بعد آقائے نامدار مالکِ کون و مکان محبوب رب دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قطب الاقطاب غوث الاغیاث محبوب سبحانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہٗ کے سپرد فرمایا حضرت پیر دستگیر قدس سرہُ العزیز نے مجھے سرفرازی کے بعد خلقت کے لیے ارشاد و تلقین کا حکم دیا۔

حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جو کچھ دیکھا ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور جو کچھ سُنا ان ظاہری کانوں سے سنا۔ اور بمعہ جسم مجلس پاک میں حاضر ہُوا۔ اَللّٰہُ بَس مَاسِوَی اللّٰہِ ھَوَس ط اس روز کے بعد آپ پر ذاتِ الٰہی کے انوار و جذبات اس طرح متجلّے ہونے لگے۔ کہ سینکڑوں آدمیوں کو ایک ہی نگاہ سے ایک ہی قدم پر خدا رسیدہ واصل باللہ کر دیتے تھے چنانچہ لاکھوں طالبانِ حق کی مرادیں آپ کی نظرِ کرم سے بر آئیں سبحان اللہ مالک کائنات جل مجدہٗ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے بلا محنت و مشقت اپنا قرب و وصال بخش دے۔ یہ اس کی عنایت اور خاص فضل ہے۔ اور وہ صاحبِ فضلِ عظیم ہے۔

اس فیضِ بابی کے بعد حضرت سُلطان العارفین سُلطان باہُو قدس سرہٗ ہر وقت اور ہر گھڑی وحدانیت میں مستغرق، حق تعالیٰ کی تجلیات کے مشاہدوں سے مشرف اور ذاتِ مطلق کے جلال و جمال کے دیدار میں مست رہتے تھے۔ اور جس طرف زندہ مشائخ کی خدمت میں یا اولیاءُ اللہ کے مزارات پر جاتے عشقِ الٰہی کے جذبہ میں تجلیاتِ دیدار اور محویتِ ذات کی زیادتی کے لیے ہی آرزو والتجا کرتے۔ اور شوقِ عشق کے کوہِ طور پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (میرے پروردگار تو مجھے اپنا آپ دکھا۔ تاکہ میں تیری طرف دیکھوں) کے نعرے لگاتے رہتے ۔

صَارَ دَکًّا مِّنْہُ وَانْشَقَّ الْجَبَل

ھَلْ رَاَیْتُمْ مِنْ جَبَلٍ رَقْصَ الْجَمَل

پہاڑ کانپ اٹھا اور پھٹ گیا۔ (عجب بات ہے) تم نے پہاڑ کو بھی اونٹ کی طرح رقص کرتے دیکھا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو خاص مقام کوہِ طور تھا جہاں آپ

تجلیاتِ الٰہیہ کا دیدار کرتے تھے۔ اور ہمکلام ہوتے تھے۔ لیکن ہم امتِ محمدی کے درویشوں کا کوہِ طور ہمیشہ سینہ میں ہے۔ جس وقت بھی ہم اپنے کوہِ طورِ سینہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اسی وقت دیدارِ تجلیات سے مشرف اور الہاماتِ الٰہیہ سے متکلم ہو جاتے ہیں ۔

طورِ سینا چیست دانی بے خبر　　طورِ سینا سینۂ خود را نگر!

کیا تو جانتا ہے　اے بے خبر! کہ طورِ سینا کیا ہے؟ طورِ سینا اپنے سینہ کو دیکھ ہے

ہمچو موسےٰ مست شو بر طورِ خویش　　رَبِّ اَرِنِیْ گو تجلّےٰ حق نگر!

حضرت موسےٰ علیہ السلام کی طرح اپنے (سینہ کے) طور پر مست ہو اور رَبِّ اَرِنِیْ کہہ کر حق کا جلوہ دیکھ!

یہ وہ مقام ہے جہاں ایک طرف تو طالب کو نفس و شیطان کے ساتھ مجاہدات کرنا پڑتے ہیں۔ اور دوسری طرف ہر وقت انوارِ ذات کی تجلیات اور سرِّ سبحان کے مکاشفات میں محو رہتا ہے اسی مقام پر نورِ جلال کی بجلیاں کوندتی ہیں۔ اور امتِ محمدی کے اولیا قدس سرہم جہادِ اکبر کے شہید ہیں سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ قَدْ رَجَعْنَا مِنَ الْجِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِھَادِ الْاَکْبَرِ "ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹے ہیں۔"

اس مقام پر درویش کی نظر اور توجہ کا یہ اثر ہوتا ہے کہ جس مردہ دل کی طرف ایک نگاہ پڑ جاتی ہے۔ بس اس کا دل ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو جاتا ہے۔ اور ابدالآباد تک نہیں مرتا حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرات موسیٰ و عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام جس مردے کو اللہ تعالےٰ کے حکم سے زندہ فرماتے تھے۔ وہ ایک دو دن سے زیادہ زندہ نہیں رہتا تھا۔ کیونکہ وہ معجزے سے زندہ ہوتا تھا۔ اور پھر مر جاتا تھا۔ جیسے کہ قرآن کریم کی سورت بقرہ میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کے عہدِ نبوت کا ایک واقعہ مذکور ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک شخص کو اس کے بھتیجے نے جنگل میں لے جا کر قتل کر ڈالا۔ بنی اسرائیل جب عامیل مقتول کے قاتل کی تلاش سے عاجز آ گئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض

کی۔ تو آپ نے ایک خاص رنگ ڈھنگ کی گائے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ جب بصد مشکل اسی رنگ ڈھنگ کی گائے لاکر ذبح کی گئی۔ اور اس کے بعض اعضا عامیل کی لاش پر رکھے گئے۔ تو حضرت موسٰے علیہ السلام کے معجزے سے زندہ ہوگیا۔ اس کی گردن سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ قاتلوں کے نام اور قتل کا سبب بتلا کر پھر مرگیا۔ (یہ تمام واقعہ بالتفصیل قرآن کریم میں مذکور ہے)

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ہم امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے درویش جس مردہ دل کو مُحیِ العِظام اسم اللہ ذات کی توجہ سے زندہ کرتے ہیں، وہ قیامت تک نہیں مرتا اور ابدی زندگی حاصل کرتا ہے۔ قولہ تعالیٰ کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ "تم بہتر امت ہو"۔

اس مقام پر پہنچ کر آپ دیدار الٰہی کی زیادتی کی طلب میں دوڑ دھوپ کرتے تھے۔ اور آپ سے رَبِّ اَرِنِی کے کلمات ظاہر ہوتے تھے۔ اسی حال میں آپ کامل اولیاء اللہ کی قبروں پر دعوت کے لیئے سواری بھی کیا کرتے تھے۔

"دعوت قبور" وہ علم ہے۔ جسے اولیاء اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور جو درویش ولی اللہ دعوت کے لیئے قبر پر سواری کرتے ہیں وہ طلب دیدار کے مست ہوتے ہیں۔ اور جاودانی زندگی کے حصول کے لیئے اس حیات فانی سے ہاتھ دھو کر جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر رَبِّ اَرِنِی کی آرزو میں فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوسٰی صَعِقًا کے درجہ کمال کو پہنچے یہاں تک کہ جسم بشریت کی فنا سے بقا کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام قدسیہ سے مشرف ہوئے۔ پھر جب افاقہ ہوا تو کہا۔ سُبحٰنَکَ تُبتُ اِلَیکَ وَ اَنَا اَوَّلُ المُؤمِنِینَ ط تو پاک ہے۔ میں تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔ اور میں سب سے پہلا مومن ہوں یعنی بشری جسم کی فنا کے بعد جب آپ تجلی جلال کی بجلی سے فانی ہوئے تو فیضان الٰہی نے جو خود ہادی اور رہبر ہے پھر جمال کی تجلی سے اسے زندہ اور باقی کیا۔ (مناقب سلطانی)

نوٹ: اگر کسی طالب کو علم دعوت قبور کی ضرورت ہو تو آپ کی تصنیفات کا مطالعہ کرے۔ ان میں علم دعوت قبور کے متعلق مفصل مذکور ہے۔

چنانچہ اسی دوران آپ حضرت پیر عبدالرحمن قریشی رحمۃ اللہ علیہ (جن کا مزار تودہ زرہو کے پہلو میں ہے) کی قبر پر سوار ہوئے۔ حضرت پیر عبدالرحمن قریشی رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب تجرید و تفرید اور صاحب جلال و کمال بزرگ گزرے ہیں۔

آپ کی قبر پر سواری کرنے سے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے دونوں مبارک پاؤں پر آبلے پڑگئے۔ جب آپ اس عمل سے فارغ ہو کر قبر سے نیچے اترے تو فرمایا کہ اے صاحب قبر تو نامراد یعنی لاولد فقیر ہے اور ہم صاحب اولاد ہیں۔ ہماری اولاد سے کوئی بھی تمہاری قبر پر نہیں آئے گا۔

چونکہ یہ الفاظ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی زبان مبارک سے جذبہ کی حالت میں نکلے تھے اس لیئے تا حال ان کا اثر باقی ہے۔ حضرت شیخ سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر آپ کی اولاد میں سے کوئی صاحب حضرت پیر عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر اتفاقیہ بھی چلے جائیں تو انہیں ضرور مالی یا جانی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

انہیں دنوں آپ ملتان میں حضرت غوث الملک شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین ابوبکر محمد زکریا قدس سرہٗ کے مزار پرانوار پر پہنچ کر دعوت کے لیئے آپ کی قبر مبارک پر سوار ہوئے۔ پہلے تو آپ کی قبر مبارک جلال کے ساتھ جنبش میں آئی لیکن اسی وقت غوث الثقلین غیاث الدارین محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے آپ کو حکم ہوا کہ اے غوث، بہاؤالدین زکریا یہ ہمارا محبوب ہے۔ اس کے ساتھ الفت سے پیش آؤ اور جو کچھ یہ کہتا ہے اسے بجا لاؤ۔

پس حضرت غوث الملک قدس سرہٗ اسی وقت اپنی قبر مبارک سے باہر آئے اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے ملاقات کی۔ اور دریافت کیا کہ جو حکم ہو فرمائیں تاکہ میں اسے بجا لاؤں۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے اسی جذبہ کی حالت میں فرمایا کہ مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں۔

لیکن حضرت غوث الملک قدس سرہٗ نے بار بار یہی کہا جب آپ کا اصرار حد سے گزر گیا۔ تو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرمایا کہ اپنے شہر سے ایک پاکیزہ آدمی کا بازو دیجیئے۔ اتنا کہا اور خود اسی جذبہ کی حالت میں روضہ مبارک سے نکل کر شمال کی جانب روانہ ہو گئے۔

Scanned by CamScanner

جب ظہر کی نماز کے لیئے دریا کے کنارے وضو کر کے کھڑے ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان کنو
عورت جس کے ہاتھوں میں جوتی پکڑی ہوئی تھی۔ اور پاؤں میں آبلے پڑے ہوئے تھے، روتی ہوئی
کے پیچھے آکھڑی ہوئی۔ آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ عرض کیا میں فلاں ہندو ساہوکار کی لڑکی ہو
آپ نے فرمایا تو اس جگہ کیسے آئی ہے؟ عرض کیا کہ جب آپ حضرت غوث الملک شیخ بہاء ال
ابوبکر محمد زکریا قدس سرّہ کے مزار پاک پر گئے۔ اور وہاں سے واپس ہوئے۔ میں اسی وقت مسلمان ہو گ
اور حضرت غوث الملک قدس سرّہ کے حکم بموجب آپ کی خدمت کے لیئے آپ کے پیچھے روانہ ہو
حضرت سلطان العارفین قدس سرّہ یہ سنکر حکم الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے جب حکم الٰہی ہوا تو اپنے
جذبہ سے ارد گرد کے گاؤں کے بڑے بڑے مسلمانوں کو حاضر کیا۔ اور اسی وقت نکاح کر لیا پھر نماز ادا ک
پھر اسی لباس میں منزل بمنزل اپنے گھر قصبہ شورکوٹ میں تشریف لے گئے۔

فصل چہارم

زندہ پیروں کی صحبت سے فیض حاصل کرنا

ایک روز جب حضرت سلطان العارفین قدس سرّہ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا بیٹا تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کے لیئے پیدا کیا ہے۔ اس لیئے اب تمہیں کسی کامل مرشد کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیئے۔ آپ نے عرض کیا مجھے خدا کی معرفت حاصل ہے۔ اور میرے مرشد کامل حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ والدہ ماجدہ نے فرمایا پھر بھی ظاہری مرشد پکڑنا لازمی ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باوجود اللہ تعالیٰ کی ہمکلامی کا شرف حاصل ہونے کے حصول ارشاد و تلقین کے لیئے حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ چلنا پڑا۔ جس کا مفصل ذکر سورۃ کہف میں موجود ہے۔ یہ سن کر آپ نے عرض کیا آپ میرے لیئے کافی مرشد ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا بیٹا عورتوں کو بیعت اور تلقین کا حکم نہیں۔ چنانچہ امہات المؤمنین اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے کسی کو بیعت اور تلقین نہیں کی۔ پس مجھے بیعت کا حکم کیسے ہوسکتا ہے پھر آپ نے عرض کیا کہ میں کامل مرشد کہاں سے تلاش کروں؟ فرمایا کہ خدا کی زمین پر چل پھر کر تلاش کرو۔ اور بابرکت ہاتھ سے اشارہ مشرق کی طرف کیا۔ آپ فوراً اٹھے والدہ ماجدہ کو سلام کہا۔ اور دریائے راوی کی طرف چل پڑے۔ جب آپ دریا کے کنارے پہنچے تو وہاں آپ نے حضرت شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض عام کا شہرہ سنا۔ جو ایک گاؤں میں سکونت رکھتے تھے۔ آپ ہیں ان کے پاس پہنچے۔ حضرت شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت تھی۔ کہ پانی کی ایک دیگ زیر آنچ پر ہر وقت گرم رکھا کرتے۔ جو بھی طالب حق آتا اسے مذکورہ دیگ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم فرماتے۔ چنانچہ وہ ہاتھ ڈالتے ہی صاحب کشف ہو جاتا اور اپنی مراد کو پہنچ جاتا۔ جب حضرت سلطان العارفین قدس سرّہ نے یہ زود اثر کرامت دیکھی تو آپ خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر اپنا مقصود عرض کیا۔ حضرت شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے درویش تم نے اپنا ہاتھ دیگ میں کیوں نہیں ڈالا۔ تاکہ تم بھی مراد کو پہنچ جاتے۔ آپ نے عرض کیا کہ یا حضرت! میں دیگ میں ہاتھ ڈالنے والوں کا حال دیکھ چکا ہوں اس سے میرا مقصد حل نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا اچھا تو پھر تم چند روز یہاں ٹھہرو۔ مجاہدہ کرو۔ اور تمہاری ڈیوٹی مسجد کا پانی بھرنا ہے۔

آپ نے پانی بھرنے کے لیئے مشک مانگی۔ درویشوں نے مشک لا کر دی۔ آپ نے ایک ہی مشک بھر کر ڈالی تو مسجد کا حمام اور تمام صحن پانی سے بھرپور ہو گیا۔ درویشوں نے یہ واقعہ شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے حضرت سلطان العارفین قدس سرّہ کو بلایا اور فرمایا اے درویش کیا تمہارے پاس دنیا کا مال ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا تو پھر یاد رکھو دو کام نہیں ہوسکتے۔ پہلے مال و متاع سے فارغ ہو لو۔ پھر اس مقصد کے لیئے یہاں آنا۔ یہ سن کر آپ فوراً واپس گھر آئے۔ چونکہ آپ کی والدہ ماجدہ بھی ولی اللہ تھیں۔ اس لیئے انہوں نے پہلے ہی سے آپ کے اس غرض سے لوٹنے کا ذکر آپ کی پاکیزہ ازواج سے کر دیا تھا۔ اور انہیں اپنا اپنا زیور اور نقدی محفوظ کر لینے کا حکم بھی دے دیا تھا۔ انہوں نے زیور وغیرہ زمین میں دفن کر دیا۔ تاکہ بوقت

Scanned by CamScanner

ضرورت کام آئے۔ اس وقت سلطان العارفین قدس سرہ کے فرزند حضرت نور محمد علیہ الرحمۃ شیر خوارگی
کی حالت میں گہوارے میں تھے۔ جب آپ تشریف لائے تو والدہ ماجدہ نے آنے کی وجہ پوچھی حضور نے
عرض کیا کہ شیخ نے دنیاوی مال و متاع کو دور کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر کوئی مال نظر آئے
تو اسے کر دور کر دو۔ آنحضرت قدس سرہ نے بچے کی انگلی میں انگوٹھی دیکھی جو نظر بد سے بچاؤ کے لیے
ڈالی گئی تھی۔ آپ نے اسے اتار کر باہر پھینک دیا۔ پھر آپ نے فرمایا اگر کوئی دنیاوی مال ہے تو
تاکہ میں اسے باہر پھینک دوں۔ والدہ ماجدہ نے فرمایا بیٹا تمہارے گھر میں مال کہاں! آپ نے عرض کیا
ابھی مجھے بدبو آتی ہے۔ والدہ ماجدہ نے فرمایا اگر بدبو آتی ہے تو جہاں ملتا ہے لے کر باہر پھینک دو
چنانچہ جس جگہ زیور وغیرہ دبایا ہوا تھا۔ وہاں سے نکال کر آپ نے باہر پھینک دیا۔ اور فارغ ہو کر
شاہ حبیب اللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب نے فرمایا تم دنیاوی مال سے تو
فارغ ہو گئے۔ اب اپنی عورتوں کا کیا کرو گے۔ چنانچہ آپ دیدار ذات کے مست الست اسی وقت
واپس گھر لوٹے۔ تاکہ اپنی ازواج کو آزاد کر دیں۔ اللہ اللہ! یہ ہے خدا کی سچی طلب۔ شاہ صاحب نے
آپ کا امتحان کتنا سخت لیا مگر آپ ہیں کہ خدا کی سچی طلب میں کسی کی پرواہ نہیں کر رہے ہیں ؎

کیست صائب زہرہ کس را سینہ بر سنداں زدن
از دو صد عاشق یکے بے باک مے آید بروں

آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی مستورات کو اطلاع دے دی کہ میرا بیٹا اب تم سے قطع تعلق کی
غرض سے آ رہا ہے۔ تم ہشیار ہو جاؤ۔ اور میرے پیچھے بیٹھ جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خدا کی طلب میں
مست تمہارے حق میں کوئی شرعی کلمہ کہہ دے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اتنے میں حضرت سلطان
العارفین قدس سرہ بھی تشریف لے آئے۔ والدہ ماجدہ نے آنے کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے اصل حال
عرض کر دیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا بیٹا! تمہاری مستورات تمہیں اپنے حقوق بخش دیتی ہیں۔ اگر
تم خدا کو حاصل کر کے آؤ گے تو بہتر ورنہ تمہیں ان کے حقوق ادا کرنے کے لیے آنے کی ضرورت
نہیں۔ چونکہ آپ شریعت کے سخت پابند تھے۔ اس لیے اپنی والدہ ماجدہ کی فرمانبرداری میں

کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ والدہ کی یہ نصیحت بھی آپ پر اثر کر گئی۔ اپنی مستورات کی زبان سے ان کے
حقوق کی معافی قبول کر کے پھر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے نظر کاملہ سے توجہ فرمائی۔ پھر آپ سے حصول مراد کے متعلق پوچھا۔ آپ نے عرض کیا یا شیخ
جو مقامات آپ کی توجہ سے آج منکشف ہوئے۔ ان سے تو میں اپنے گہوارے ہی میں گذر چکا تھا۔
حضرت شاہ حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال گزرا کہ اس بات کی آزمائش کرنی چاہیئے
چنانچہ امتحان کے طور پر آپ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ حضرت
سلطان العارفین قدس سرہ بھی آپ کے پیچھے اڑے حتیٰ کہ ایک ملک کے ایک جنگل کے کونے
میں شاہ صاحب کو اس صورت میں پایا کہ ایک بوڑھا آدمی بیلوں کی جوڑی لیے ہل چلا رہا ہے۔
حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے صرف ایک کمبل پہنے ہاتھ میں کھنڈی لیے خرقہ پوشوں کی
طرح حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ بابا آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں۔ آپ آرام کریں میں آپ
کی جگہ ہل چلاتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی اصلی صورت میں آئے اور حضرت
سلطان العارفین بھی۔ پھر دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر چل دیئے۔ تھوڑی دور جا کر حضرت شاہ
حبیب اللہ صاحب علیہ الرحمۃ آپ کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ
نے بھی ان کے تعاقب میں کم سیر فرمائی۔ یہاں تک کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہندوؤں کے
ایک شہر میں دیکھا۔ جو ایک بوڑھے برہمن کی صورت میں ہاتھ زعفران وغیرہ رنگ سے بھرا ہوا
ایک برتن لے کر بازار کے ہندوؤں کو تلک لگا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت سلطان العارفین،
قدس سرہ بھی ایک ہندو جوان کی صورت میں ہو کر ایک دکان میں بیٹھ گئے۔ جب حضرت
شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے گزرے تو حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے عرض کیا
بابا میری پیشانی پر بھی تلک لگاتے جانا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حال سے واقف ہو
کر اپنی اصلی صورت پر آ گئے۔ اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کا ہاتھ پکڑ کر آگے روانہ ہوئے
پھر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چلتے چلتے راستہ میں تیسری مرتبہ حضرت سلطان العارفین کی

Scanned by CamScanner

نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ بھی بدستور ان کے پیچھے ہو لیئے۔ تلاش کرتے کرتے آپ کو ایک اسلامی شہر کے ایک گوشے میں ایک غیر مشہور مسجد کے اندر بچوں کو قرآن شریف کے قاعدہ کی تعلیم دیتے ہوئے پایا۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ بھی ایک بچے کی شکل میں قاعدہ ہاتھ میں لیئے ہوئے جا حاضر خدمت ہوئے۔ جب تین مرتبہ اچھی طرح امتحان کر چکے تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے مسکن بغداد گاؤں میں آئے۔ اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کو فرمایا کہ اے درویش! جس نعمت کے تم مستحق ہو وہ ہمارے امکان سے باہر ہے البتہ ہم تمہاری اتنی رہنمائی کرتے ہیں کہ جہاں تمہارا نصیبہ ہے وہ جگہ بتا دیتے ہیں۔ وہاں جا کر اپنا نصیبہ لے لو۔ پھر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ تم میرے شیخ سید السادات حضرت پیر عبدالرحمن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاؤ۔ جو بظاہر شاہی منصب دار ہیں۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ وہاں سے دہلی رخصت ہوئے، راستے میں بہت سے ابدال، اوتاد اور مجذوب کشاں کشاں آپ کے حضور میں حاضر ہو کر ملاقات کا شرف حاصل کرتے رہے۔

سید السادات حضرت شیخ سید عبدالرحمن دہلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے نعمتِ عظمیٰ کا حصول

حضرت شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت ہونے کے بعد اثنائے سفر میں آپ نے ایک ایسا مجذوب دیکھا جس نے آپ کے خلیفہ سلطان حمید بھکر والے کی پشت کی طرف سے ہو کر سلطان حمید پر لکڑی کا ایک ایسا وار کیا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اس نے دوسری دفعہ لکڑی مارنے کے لیئے اٹھائی تو حضرت شیخ سلطان العارفین قدس سرہٗ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور فرمایا اے صاحب

بس کرو ہم درویش اہل صحو اہل سنت و جماعت ہیں ہمیں ایسا کرنا روا نہیں۔ وہ مست باز آیا۔ اور چلا۔ پھر آپ نے سلطان حمید کو حالت سکر سے صحو میں لا کر روانہ ہونے سے پہلے فرمایا کہ اے حمید! اگر ہمیں خبر نہ ہو جاتی اور وہ مجذوب دوسری دفعہ بھی تمہیں لکڑی مار بیٹھتا تو ہم بھی تمہیں مستی سے ہوش میں نہ لا سکتے۔

پھر آپ وہاں سے آگے رخصت ہو کر تلاش حق میں فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ کے مطابق سفر کرتے ہوئے شہر دہلی کے قریب آپہنچے۔ ادھر حضرت شیخ سید عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے ایک درویش کو فرمایا کہ فلاں راستے اس شکل و صورت اور حلیہ کا ایک فقیر آرہا ہے۔ جاؤ اور اسے ہمارے پاس لاؤ۔

اَللّٰہُ اَللّٰہُ! غور فرمایئے ایک ولی کامل کی فراست، وسعتِ علم اور نگاہ کتنا کام کر رہی ہے سید السادات حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہی منصب دار ہیں۔ آپ بیک وقت حکومت کی طرف سے سپرد کیئے ہوئے کام کو بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ طالبان حق کی تلقین کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس پاک سے بھی غیر حاضر نہیں۔ اور اسی وقت میں سینکڑوں میل دور سے آنے والے طالبِ صادق کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ اس کے آنے کی غرض اور ارادے کا بھی علم رکھتے ہیں۔ اس کا اٹھا ہوا قدم جس زمین پر پڑنے والا ہوتا ہے۔ اس زمین کو بھی جانتے ہیں۔ آنے والا ابھی دور ہے اور آپ وہیں بیٹھے ایک درویش کو یہ کہہ کر بھیج رہے ہیں۔ کہ جاؤ اس شکل و صورت کا ایک انسان فلاں فلاں راستہ سے ہوتا ہوا فلاں گلی سے شہر میں داخل ہونے والا ہے۔ اسے ہمارے پاس بلا لاؤ۔ ولی اللہ کی یہ ادنیٰ سی کرامت ہے۔ یہاں تو آنے والے اور بلانے والے کی مرضی ہی ایسے تھی۔ ورنہ اگر وہ چاہتے تو پہلا قدم ہی اٹھا کر منزل مقصود پر رکھ سکتے تھے۔ کیونکہ اولیاء اللہ کی صف میں ان مقدس ہستیوں کو وہ مرتبہ اور مقام حاصل تھا جس مرتبہ کے اہل اولیاء اللہ کو باذن اللہ تعالیٰ زمان و مکان پر تصرف حاصل ہوتا ہے۔ یہ جب چاہتے ہیں وہی وقت ہوتا ہے۔ دہر جاتا ہے۔ اور اسی طرح مکان کو بھی اپنی

مرضی کے مطابق قبض کر لیتے ہیں۔

گو ہمارے اس عقیدہ پر بزرگان دین کے بہت سے واقعات شاہد ہیں۔ مگر یہاں صرف ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ ایسا واقعہ جس میں کسی بھی کلمہ گو اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے کے لیئے انکار کی گنجائش نہیں۔

دیکھیئے قرآن کریم پارہ ۱۹ سورۃ نمل رکوع ۳ ملکہ بلقیس ہزاروں میل دور ملک سبا میں اپنا قیمتی اور بھاری تخت (جس کے چار پائے تھے۔ ایک سرخ یاقوت کا، دوسرا زرد یاقوت کا، تیسرا سبز زمرد کا، اور چوتھا سفید موتی کا۔ یہ تخت اسی گز لمبا چالیس گز چوڑا، اور تیس گز اونچا تھا) سات کوٹھڑیوں کے اندر مقفل کرکے چوکیداروں کی حفاظت میں چھوڑ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی قیام گاہ کے قریب آ پہنچتی ہے۔ اللہ کے نبی بھرے دربار میں اعلان فرما دیتے ہیں۔ کہ اے حاضرین تم میں سے کون ایسا بہادر ہے۔ جو ملکہ بلقیس کا قیمتی اور بھاری تخت ہزاروں میل دُور سے ملکہ کے یہاں پہنچنے سے پہلے میرے سامنے لا کر حاضر کر دے۔

جنوں میں سے ایک دیو اٹھتا ہے۔ اور عرض کرتا ہے حضرت میں آپ کی مجلس برخاست ہونے سے پہلے یعنی چند گھنٹوں کے اندر اندر وہ تخت آپ کے حضور میں لا سکتا ہوں۔ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں۔ اور پورا امانت دار بھی ہوں۔ مگر آپ اس سے بھی جلدی چاہتے تھے پھر انسانوں سے ایک ولی اللہ (آصف بن برخیا وزیر اعظم حضرت سلیمان علیہ السلام) نے اٹھ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی میں اس تخت کو آنکھ جھپکنے سے پیشتر آپ کے حضور میں لا دوں گا پھر کیا ہوا؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نظر اٹھائی تو آپ کے سامنے بلقیس کا تخت موجود تھا۔

دربار حضرت سلیمان علیہ السلام اور مقام تخت کا درمیانی فاصلہ دو ماہ کے سفر کا تھا۔ اور طول و عرض بھی آپ معلوم کر چکے ہیں۔ اتنی طویل مسافت، اتنے وزن دار اور اتنے محفوظ مقام میں ہونے کے باوجود حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک امتی اسے وہیں بیٹھے بیٹھے بغیر نقل مکان کرکے حاضر خدمت کر سکتا ہے۔ تو کیا اشرف الانبیا حبیب خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے

غلاموں میں اس قسم کی طاقتیں بدرجہ اولیٰ نہ ہونگی؟ پھر ایک ولی کامل کے لیئے کیا محال ہے کہ وہ مشرق سے مغرب تک ایک آن میں پہنچ جائے۔ ہاں ایک بات ضرور یاد رکھیئے اولیاء اللہ کے تصرف فرمانے میں درجات و مقامات اور مراتب کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے۔ کسی کی طاقت کم ہوتی ہے اور کسی کی زیادہ۔ اور یہ سب ان پر اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس کی عطا ہوتی ہے۔

آمدم برسر مطلب: وہ درویش حکم سنتے ہی آپ کے بتائے ہوئے راستے کی طرف چل پڑا۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ بھی اسی راستے چلے آ رہے تھے۔ جب وہ درویش آپ کے پاس پہنچا تو آپ کو سید السادات حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بتائے ہوئے حلیہ اور شکل و صورت کا پا کر اپنے ہمراہ کر لیا۔ اور حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لا حاضر کیا۔ سید السادات حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا۔ اور خلوت میں لے گئے۔ اور ایک دم میں ایک ہی نگاہ سے نعمت عظمیٰ سے مالامال کر دیا۔ فیض ازلی سے مستفیض فرمایا۔ آپ کی امانت آپ کے سپرد کی۔ اور ساتھ ہی گھر جانے کی اجازت بھی فرما دی۔

آپ نعمت سے پُر اور فیض رسانی کے جذبات سے لبریز تھے۔ باہر تشریف لائے، اور ہر خاص و عام پر توجہ کرنے لگے۔ لوگوں نے بھی جب دیکھا کہ ایک فقیر کامل قیمتی گوہر مفت تقسیم کر رہا ہے۔ تو موقعہ کو غنیمت جانا اور دھڑا دھڑ فیض حاصل کرنے لگے۔ پھر کیا تھا منٹوں کے اندر اندر بے شمار مخلوق خدا جمع ہو گئی۔ بازار اور گلیاں لوگوں سے بھر گئیں راستے بند ہو گئے۔ اور تمام شہر میں غل سا مچ گیا۔ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درویش بھی ادھر آ نکلے جب مخلوق خدا کو اس طرح جمع دیکھا تو وجہ دریافت کرکے حضرت پیر عبد الرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ یعنی اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا حضرت آج شہر میں ایک ولی اللہ داخل ہوا ہے۔ جو اپنی توجہ سے عام مخلوق خدا کو جذبات الٰہی میں لا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا جاؤ۔ اور اچھی طرح معلوم کرکے آؤ کہ وہ درویش کون ہے، کہاں کا رہنے والا ہے۔ اور کس خاندان اور سلسلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ درویش وہاں پہنچے تو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ دوڑتے ہوئے حضرت

Scanned by CamScanner

مرضی کے مطابق قبض کر لیتے ہیں۔

گو ہمارے اس عقیدہ پر بزرگانِ دین کے بہت سے واقعات شاہد ہیں۔ مگر یہاں صرف ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ ایسا واقعہ جس میں کسی بھی کلمہ گو اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے کے لیئے انکار کی گنجائش نہیں۔

دیکھیئے قرآن کریم پارہ ۱۹ سورۂ نمل رکوع ۳ ملکہ بلقیس ہزاروں میل دور ملک سبا میں اپنا قیمتی اور بھاری تخت جس کے چار پائے تھے۔ ایک سرخ یاقوت کا، دوسرا زرد یاقوت کا، تیسرا سبز زمرد کا، اور چوتھا سفید موتی کا۔ یہ تخت اسی گز لمبا چالیس گز چوڑا، اور تیس گز اونچا تھا۔ سات کوٹھڑیوں کے اندر مقفل کرکے پہریداروں کی حفاظت میں چھوڑ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی قیام گاہ کے قریب آ پہنچتی ہے۔ اللہ کے نبی بھرے دربار میں اعلان فرماتے ہیں۔ کہ اے حاضرین تم میں سے کون ایسا بہادر ہے۔ جو ملکہ بلقیس کا قیمتی اور بھاری تخت ہزاروں میل دور سے ملکہ کے یہاں پہنچنے سے پہلے میرے سامنے لاکر حاضر کردے۔

جنوں میں سے ایک دیو اٹھتا ہے۔ اور عرض کرتا ہے حضرت میں آپ کی مجلس برخاست ہونے سے پہلے یعنی چند گھنٹوں کے اندر اندر وہ تخت آپ کے حضور میں لا سکتا ہوں۔ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں۔ اور پورا امانت دار بھی ہوں۔ مگر آپ اس سے بھی جلدی چاہتے تھے۔ پھر انسانوں سے ایک ولی اللہ (آصف بن برخیا وزیر اعظم حضرت سلیمان علیہ السلام) نے اٹھ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی میں اس تخت کو آنکھ جھپکنے سے پیشتر آپ کے حضور میں لادوں گا۔ پھر کیا ہوا؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نظر اٹھائی تو آپ کے سامنے بلقیس کا تخت موجود تھا۔

دربار حضرت سلیمان علیہ السلام اور مقام تخت کا درمیانی فاصلہ دو ماہ کے سفر کا تھا۔ اور طول و عرض بھی آپ معلوم کرچکے ہیں۔ اتنی طویل مسافت، اتنے وزن دار اور اتنے محفوظ مقام میں ہونے کے باوجود حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک امتی اسے وہیں بیٹھے بیٹھے قبض مکان کرکے حاضر خدمت کرسکتا ہے۔ تو کیا اشرف الانبیا، حبیب خدا حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

غلاموں میں اس قسم کی طاقتیں بدرجہ اولیٰ نہ ہونگی؟ پھر ایک ولی کامل کے لیئے کیا محال ہے کہ وہ مشرق سے مغرب تک ایک آن میں پہنچ جائے۔ ہاں ایک بات ضرور یاد رکھیئے اولیاء اللہ کے تصرف فرمانے میں درجات و مقامات اور مراتب کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے۔ کسی کی طاقت کم ہوتی ہے اور کسی کی زیادہ۔ اور یہ سب ان پر اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس کی عطا ہوتی ہے۔

آمدم برسرِ مطلب: وہ درویش حکم سنتے ہی آپ کے بتائے ہوئے راستے کی طرف چل پڑا۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ بھی اسی راستے چلے آرہے تھے۔ جب وہ درویش آپ کے پاس پہنچا تو آپ کو سید السادات حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بتائے ہوئے حُلیہ اور شکل و صورت کا پاکر اپنے ہمراہ کرلیا۔ اور حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لا حاضر کیا۔ سید السادات حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا۔ اور خلوت میں لے گئے۔ اور ایک دم میں ایک ہی نگاہ سے نعمت عظمیٰ سے مالا مال کردیا۔ فیض ازلی سے مستفیض فرمایا۔ آپ کی امانت آپ کے سپرد کی۔ اور ساتھ ہی گھر جانے کی اجازت بھی فرمادی۔

آپ نعمت سے پُر اور فیض رسانی کے جذبات سے لبریز تھے۔ باہر تشریف لائے، اور ہر خاص و عام پر توجہ کرنے لگے۔ لوگوں نے بھی جب دیکھا کہ ایک فقیر کامل قیمتی گوہر مفت تقسیم کررہا ہے۔ تو موقعہ کو غنیمت جانا اور دھڑا دھڑ فیض حاصل کرنے لگے۔ پھر کیا تھا منٹوں کے اندر اندر بے شمار مخلوق خدا جمع ہوگئی۔ بازار اور گلیاں لوگوں سے بھر گئیں۔ راستے بند ہوگئے۔ اور تمام شہر میں غل سا مچ گیا۔ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درویش بھی ادھر آنکلے جب مخلوق خدا کو اس طرح جمع دیکھا تو وجہ دریافت کرکے حضرت پیر عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ یعنی اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا حضرت آج شہر میں ایک ولی اللہ داخل ہوا ہے۔ جو اپنی توجہ سے عام مخلوق خدا کو جذبات الٰہی میں لاتا ہے۔ آپ نے فرمایا جاؤ۔ اور اچھی طرح معلوم کرکے آؤ کہ وہ درویش کون ہے، کہاں کا رہنے والا ہے۔ اور کس خاندان اور سلسلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ درویش وہاں پہنچے تو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ دوڑتے ہوئے حضرت

Scanned by CamScanner

پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ حضرت، یہ تو وہی درویش ہے جسے آپ نے آج مستفیض فرمایا ہے۔ اور فیض بخش کر رخصت کیا ہے۔ یہ سنکر آپ کو سخت رنج ہوا۔ اور فرمایا کہ جاؤ اسے میرے پاس لے آؤ۔ درویش واپس گئے۔ اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کو حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جھڑک کر فرمایا کہ اے درویش ہم نے تجھے یہ خاص نعمت عنایت کی۔ اور تو نے عام کر دی۔ آپ نے عرض کیا، سیدی! جب بڑھیا عورت روٹی پکانے کا توا بازار سے خریدتی ہے تو اسے بجا کر دیکھتی ہے کہ آیا یہ مجھے کام دیتا رہے گا؟ اس میں کوئی خرابی تو نہیں؟ اور جب ایک لڑکا لکڑی کی کمان خریدتا ہے تو اسے کھینچ کر دیکھتا ہے کہ اس میں لچک کافی ہے یا نہیں؟ سو میں نے جو آپ سے نعمت عظمیٰ حاصل کی میں بھی اس کی آزمائش کرتا تھا۔ کہ مجھے آپ سے کس قدر نعمت عطا ہوئی۔ اور اس کی ماہیت کیا ہے۔ پس جس طرح حضرت سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور سے مجھے حکم ہوا تھا۔ کہ خلق خدا سے ہمت کرو۔ اسی طرح آپ نے بھی حکم دیا تھا کہ اسے آزماؤ اور فیض کو عام کر دو۔ انشاء اللہ العزیز قیامت تک یہ نعمت ترقی پر ہوگی۔ یہ سن کر سید السادات حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر دوبارہ مہربانی کی اور پہلے سے زیادہ نعمت عطا فرما کر رخصت کیا۔

چونکہ فیض رسانی کے جذبات بدرجہ غایت تھے اس لیئے آپ پھر بازار میں آئے۔ وہ وقت جمعہ پڑھنے کا تھا۔ اور حضرت شاہ اورنگ زیب علیہ الرحمۃ اپنے ارکان دولت اور مسلمانوں کے ایک مجمع کے ہمراہ نماز ادا کرنے میں مشغول تھے۔ اس مسجد میں اس قدر بھیڑ تھی۔ کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ اس لیئے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کو سب سے پیچھے کھڑے ہونے کی جگہ ملی۔ آپ نے قبلہ رخ ہو کر ایسی توجہ فرمائی کہ تمام مسجد میں وجد اور جذبات الٰہی کا شور برپا ہو گیا۔ یہاں تک کہ صرف حضرت شاہ اورنگ زیب علیہ الرحمۃ، ایک قاضی اور ایک کوتوال جذبہ کے اثر اور نگاہ ولی کی تاثیر سے محروم اور غیر متاثر رہے۔ انہوں نے حاضر خدمت ہو کر دست بستہ عرض کی کہ اے اللہ کے دوست

ہمارا کیا گناہ اور قصور کہ آپ نے ہمیں اس نعمت عام اور توجہ خاص سے محروم رکھا؟ آپ نے فرمایا کہ ہم نے تو نظر کا فیض اور توجہ برابر جاری کیا ہے۔ مگر یہ تمہاری سخت دلی کا نتیجہ ہے کہ تم پر کچھ اثر نہیں ہوا۔

وہ پھر دست بستہ فیض کے ملتجی ہوئے۔ کہ حضرت خدارا ہمیں اس نعمت سے نوازئیے۔ آپ نے فرمایا اس کے لیئے یہ شرائط ہیں کہ تم اور تمہاری اولاد ہماری اولاد اور پسماندوں کے لیئے دنیاوی مال و متاع کی مروت نہ کریں۔ اور ہمارے مکان پر نہ آئیں۔ تاکہ تمہارے دنیاوی اموال کے سبب ہمارے عیال و اولاد میں دنیاوی جھگڑے اور فساد نہ پڑ جائیں۔ اور گمراہ نہ ہو جائیں۔ انہوں نے اس کا وعدہ کر لیا پھر آپ نے ان پر توجہ کی۔ اور فیض عطا فرما کر چلنے کا ارادہ کیا۔ اورنگ زیب علیہ الرحمۃ نے آپ سے یادگار کے لیئے التجا کی۔ تو آپ نے وہیں کھڑے کھڑے کتاب "اورنگ شاہی" تالیف فرمائی۔ جسے شاہی محرروں نے اسی وقت لکھ لیا۔ اور بادشاہ نے اسے بطور یادگار اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ پھر آپ وہاں سے اسی وقت واپس لوٹ آئے۔

اسی اثنا میں ایک دفعہ آپ شاہراہ پر لیٹے ہوئے تھے کہ ہندو سنیاسیوں کا ایک گروہ وہاں سے گزرا۔ آپ بدستور وہاں لیٹے رہے۔ ان میں سے ایک نے بطور حقارت آپ کو پاؤں کی ٹھوکر سے اٹھا کر کہا کہ ہمیں یہاں سے سیدھا راستہ بتاؤ۔ آپ نے اٹھتے ہی فرمایا۔ سیدھا راستہ پوچھتے ہو تو وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ پھر کیا تھا۔ وہ سنیاسیوں کا سارا گروہ کلمہ طیبہ کی ضرب اور آپ کی نگاہ کے جذبہ سے بیک زبان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پکار اٹھا۔ اور مشہور ہو گیا کہ وہ سب کے سب ابدال ہو گئے۔ اور ان کی حالت اس مصرعہ کے مطابق ہو گئی۔ جو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ بعض طالبان حق کے احوال میں فرماتے ہیں۔

ع گم قبر، گم جثہ، گم نام و نشاں

حضرت سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ بات ہم نے اپنے بزرگوں کی زبانی سینہ بسینہ سنی ہے۔ ان حالات سے تیس سال پہلے بھی آپ اللہ تعالےٰ جل شانہ کے حکم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اجازت اور سرفرازی سے ہزارہا

طالب اللہ کو فیض پہنچاتے ہے۔ (مناقب سلطانی)

فصل پنجم

حضرت شیخ سلطان باہُو قدس سرہٗ کے ازواج اور اولادِ پاک

حضرت سلطان العارفین کی منکوحہ بیویاں چار تھیں۔

ایک حضرت مخدوم بُرہان علیہ الرحمۃ لنگر مخدوم والہ کے خاندان سے۔ جو حضرت غوث الملک شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین محمد ابوبکر زکریا قدس سرہٗ کے عین حیات کے خلفاء میں سے ایک ہیں صاحبِ موصوف ارشاد اور مقامات عالیہ کے مالک تھے۔

دوسری ہم کفو۔ یعنی اعوان کی قوم سے۔

تیسری بھی ہم کفو اپنے قریب ترین خاندان سے۔

چوتھی۔ وہی حرم جو ملتان کے ہندو ساہوکاروں کے قبیلے سے تھیں اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کو حضرت غوث الملک شیخ بہاؤالدین محمد ابوبکر زکریا قدس سرہٗ کی قبر پر سواری کرنے کے وقت حکم الٰہی سے بطور کرامت عنایت ہوئی تھیں۔ جن کا مفصل ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

سرورِ کائنات فخرِ موجودات سید المرسلین محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ارشادِ گرامی ہے۔

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَآءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔

دنیا میں سے تین چیزوں کی محبت میرے خمیر میں ڈال دی گئی یعنی کارکنانِ قضاو قدر نے ان چیزوں کی دوستی میری سرشت اور تخلیق میں رکھ دی ہے۔ اوّل خوشبو دوم عورتیں (یعنی منکوحہ عورتیں) سوم نماز۔ اور غایتِ دوستی و شدتِ محبت کی وجہ سے نماز کی حالت میں میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ اور یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے۔ کہ آنکھ اور دل کا مزاج بہت گرم ہے۔ اور کمال گرمی رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کارکنانِ قضاو قدر نے آنکھ کو پانی کے

بھرے ہوئے چشم خانہ میں رکھا ہے۔ علاوہ ازیں آنکھ سر ہوا کا خود بھی احساس کرتی ہے چنانچہ جب بھی سرد پانی آنکھوں پر ڈالا جاتا ہے وہ نہایت فرحت اور قوت حاصل کرتی ہیں۔ اور دل کے لیئے ہوا کھینچنے والا خادم پھیپھڑے کو بنایا جو ہر وقت پنکھے کی طرح دل کے اوپر حرکت کرتا رہتا ہے۔ اور ہر وقت دل کو تازہ ہوا پہنچاتا رہتا ہے۔ اور منہ ناک اور مسام کے راستہ سے اکثر شریانیں سرد اور تازہ ہوا دل کو پہنچاتی ہیں۔ دل بھی ہر وقت آنکھ کی طرح پانی میں غوطہ لگاتا رہتا ہے۔ دل کی گرمی سے سینہ گرم رہتا ہے۔ اور سینہ کی سرد مساموں کی راہ دل پر پہنچتی ہے۔ کیونکہ سینے کی احشاء دل کی مجاور اور اس کا غلاف ہیں۔

حدیث مذکورہ بالا میں سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ الصلوٰۃ والتحیات کا منکوحہ بیوی سے اظہارِ اُنس اس امر کی واضح دلیل ہے۔ کہ نکاح کرنا محض دنیاوی معاملات میں داخل نہیں۔ بلکہ ایک دینی معاملہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً۔ نکاح کرو جو تمہیں خوش آئیں عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار۔ اور اگر یہ خوف ہو کہ انصاف نہ کرسکو گے تو ایک عورت سے۔

حدیث: ابن ماجہ انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص خدا تعالےٰ سے پاک و صاف ہو کر ملنا چاہے۔ وہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔

حدیث: بیہقی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو میرے طریقہ کو محبوب رکھے وہ میری سنت پر چلے اور میری سنت سے نکاح ہے۔

حدیث: ترمذی و حاکم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصوں کی اللہ تعالےٰ مدد فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ اور مکاتب کہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اور پارسائی کے ارادہ سے نکاح کرنے والا۔

نیز مناقب سلطانی میں ایک حدیث بایں الفاظ منقول ہے۔ کَثْرَۃُ النِّکَاحِ مِنْ سُنَّتِیْ وَمِنْ سُنَنِ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ۔ کثرت نکاح کرنا میرا اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کا طریقہ ہے۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں۔ اور سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی تین سو بیویاں
حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم صحابہ کرام میں سب سے بڑھ کر زاہد تھے۔ لیکن پھر بھی زیادہ نکاح کرتے
تھے۔ اگر نکاح کرنا دنیاوی معاملہ ہوتا۔ تو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہرگز ایسا نہ کرتے۔ کیونکہ
آپ کو کسی دنیاوی مال و متاع سے رغبت نہ تھی۔ آپ دنیاوی مال و اسباب کو ترک کر دیا کرتے تھے
لخت جگر سیدۃ النساء نور چشم علی مرتضیٰ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ بادشاہی اور
خلافت ترک کر کے اپنے نانا جان جناب رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والتحیات کے روضہ مبارک پر
معتکف ہوئے۔ اور یہ واضح اور روشن ہے۔ کہ آپ نے بہت سے نکاح کیے۔

پس ثابت ہوا کہ محض لوجہ اللہ بکثرت نکاح کرنا (شریعت مطہرہ کی مقررہ حد تک) دین میں
داخل ہے۔ نہ کہ دنیا میں۔ پھر اولیاء اللہ کے کام تو بہت ہی اعلیٰ اور بلند ہیں۔ کہ ان سے شریعت کی فضیلتیں
بھی حاصل ہوتی ہیں اور طریقت کے درجے بھی۔ کیونکہ یہ لوگ حکم الٰہی اور الہام کے بغیر کوئی کام نہیں
کرتے۔

اولادِ پاک

واضح رہے کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز کے آٹھ بیٹے تھے۔

پہلے حضرت شیخ سلطان نور محمد	قدس سرہٗ
دوسرے حضرت شیخ سلطان ولی محمد	قدس سرہٗ
تیسرے حضرت شیخ سلطان لطیف محمد	قدس سرہٗ
چوتھے حضرت شیخ سلطان صالح محمد	قدس سرہٗ
پانچویں حضرت شیخ سلطان اسحاق محمد	قدس سرہٗ
چھٹے حضرت شیخ سلطان فتح محمد	قدس سرہٗ
ساتویں حضرت شیخ سلطان شریف محمد	قدس سرہٗ
آٹھویں حضرت شیخ سلطان حیات محمد	قدس سرہٗ (جو بچپن ہی میں دار البقا کی

طرف رحلت فرما کر خدا کے قرب و جوار میں جا پہنچے)

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہٗ نے اپنی تمام اولاد کو علوم ظاہری و باطنی کے
زیور سے آراستہ کیا۔ (مناقب سلطانی)

نوٹ: حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی اولاد پاک کے حالات میں بھی بندہ
ایک مستقل کتاب بنام "گلزار سلطانی" لکھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ قارئین کرام دعا فرمائیں کہ
رب کریم مجھے اس ارادہ کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو احباب آنحضرت قدس سرہٗ کی اولاد
پاک میں سے کسی صاحبزادے کے صحیح حالات مہیا کر سکتے ہوں۔ وہ مسودہ تیار فرما کر مکتبہ
سلطانیہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ بھیج دیں۔ بشرط صحت اسے شریک اشاعت کر لیا جائے
گا۔

فصلِ ششم

آنحضرت قدس سرہٗ کا تارک الدنیا ہو کر زندگی بسر کرنا

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے متعلق یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے روزی کی خاطر
کوئی دنیاوی شغل اختیار کیا ہو۔ صرف اسی قدر معلوم ہوا ہے کہ آپ نے کھیتی باڑی کے ارادہ سے
دو دفعہ دو دو بیل خرید کر کھیتی باڑی شروع کی لیکن فصل پکنے سے پہلے ہی جذبات حق تعالیٰ اور
کثرت انوار الٰہیہ کے سبب آپ سب کچھ وہیں چھوڑ ادھر ادھر کی سیر کو نکل جاتے رہے۔ یہاں
تک کہ بیل بھی کسی کے سپرد نہ کرتے جو جا ہتا لے جاتا۔ اور خود مع عیال و اطفال اللہ تعالےٰ پر بھروسہ
رکھتے۔

آپ فرماتے ہیں۔ لَیْلَةُ الْفَاقَةِ لِلْفَقِیْرِ لَیْلَةُ الْمِعْرَاجِ۔ فاقہ کی رات فقیر کے لیے
معراج کی رات ہوتی ہے جس رات اسے اللہ تعالیٰ کا وصال ہوتا ہے۔ سہ

اندرون از طعام خالی دار　　تا درو نورِ معرفت بینی

اگرچہ مسلمان سلاطینِ ہند کی طرف سے شاہ جہان کے عہد سے ایک وسیع جاگیر دریائے چناب کے کنارے صوبہ ملتان میں پرگنہ شورکوٹ شریف کے متعلق جس میں پختہ اینٹوں کا ایک قلعہ بھی شامل تھا اور کئی آباد کنوئیں جاری تھے۔ اور ہزار ہا بیگھہ زمین بارانی شامل تھی۔ آپ کو ملی ہوئی تھی۔ اسی جاگیر میں پچاس ہزار بیگھہ سے زیادہ زمین تھی۔ جس کی شمالی حد ڈیرہ سارنگ خاں بلوچ مرڑانی۔ مشرقی حد دھوڑ کوٹ، جنوبی حد پرانا نو شہرہ تھی۔

لیکن حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے اپنی ظاہری زندگی میں اس جاگیر کی بھی بالکل کچھ پروانہ کی۔ اور محض فقرِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اختیار کیا۔ اور تارک و فارغ رہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اگر دنیا کوئی اچھی چیز ہوتی تو جنابِ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین اسے کیوں نہ قبول فرماتے۔ نیز آپ اپنی تصنیفات میں تین بلا ہزلوں نفس دنیا اور شیطان کو تین طلاق دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اگر فرعون بھوکا ہوتا تو خدائی کا دعویٰ نہ کرتا۔ اگر یزید بھوکا ہوتا تو سید الشہدائے کربلا حضرت امام حسین کی بیعت سے انکار نہ کرتا۔ اپنی ایک تصنیف میں حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ کا واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز آپ نے اپنے مریدین کو کہا کہ میں نے آج رات خدا کی عبادت کی مٹھاس نہیں پائی ہے۔ میرے حجرے کی تلاشی لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کے مال و متاع میں سے کسی چیز نے اس میں پڑ کر شب باشی کی ہو۔ چنانچہ مریدوں نے ہر چند تلاش کیا۔ مگر کوئی چیز برآمد نہ ہوسکی۔ آپ نے دوبارہ حکم دیا کہ حجرے کے فرش کو اٹھا کر جھاڑ دو۔ کیونکہ یہ نحوست کسی دنیا کی خرابی کے سوا نہیں ہے۔ جب مریدین نے ایسا کیا تو حضرت ممدوح قدس سرہٗ کے مصلّے کے نیچے ایک خستہ چھوہارا پایا۔ انہوں نے حضور میں پیش کیا۔ پس حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ اسے ہاتھ میں پکڑ کر فرماتے تھے۔ کہ جس شخص کے گھر میں دنیا کی اتنی تھوڑی سی مقدار بھی ہو وہ شخص خدا جل و علا کی عبادت سے کیسے لذت حاصل کرسکتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے اپنی تصنیفات میں قصائص اور حکایات کو درج

نہیں کیا۔ مگر بعض مقامات پر حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ و حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مائی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے حالات اور مجاہدات کے ذکر سے دنیا کے ترک کی مثالیں بیان فرمائیں۔ اور ان کے طریقہ کو پسند کیا۔

واضح رہے کہ دنیا کے ترک کرنے سے مراد ہر اس چیز کا ترک کرنا ہے۔ جو انسان کو خدا کی یاد سے غافل رکھے ؎

چیست دنیا از خدا غافل بُدن　　نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

باقی رہا دولت مندی یا فقر کا اختیار کرنا تو اس میں بزرگانِ دین کے مختلف احوال و اقوال ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ دولتمندی فقر سے اچھی ہے۔ کیونکہ اس میں دل کو فراغت اور جمعیت حاصل ہوتی ہے صدقہ اور خیرات کی جاتی ہے۔ غریبوں کی امداد اور بے کسوں ناداروں کا ہاتھ بٹایا جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی کئی فوائد ہیں۔ لیکن بعض کی رائے ہے کہ فقرِ اختیاری دولتمندی سے افضل ہے۔ کیونکہ اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا۔ پھر یہ امر بھی قابلِ فکر ہے کہ تارک الدنیا اولیاء اللہ بے کار نہیں ہوتے۔ گو ہمیں کچھ اور دکھائی دیتا ہے۔ مگر ان کے ذمہ بڑے بڑے کام ہوتے ہیں۔ جن کی انجام دہی کے لیئے انہیں رات دن مصروف رہنا پڑتا ہے۔ فقر کی افضلیت پر اس سے بڑھ کر اور دلیل و تمثیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ کہ سید الانبیاء حبیب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فقر کو اختیار فرما کر بڑے بڑے مجاہدے کیئے۔ اور زہد سے کام لیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود عظیم الشان بادشاہ ہونے کے صوف کا لباس پہنتے۔ اور جو کی روٹی کھاتے تھے۔ اخبار اور آثار میں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہزار سال تک بہشت کے دروازہ پر بہشت کی دائمی سکونت کے حکم کے منتظر کھڑے رہیں گے اور تمام نبیوں اور رسولوں کے بعد داخلِ بہشت ہو کر دائمی سکونت سے ہم کنار ہوں گے۔

سردارِ کائنات حبیبِ خدا اشرف انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے سر پر لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ کا تاج اور جن کے جسم پر لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّة

کی قبا اور حسن کے کندھوں پر وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کی چادر ہے۔ انہوں نے اس ... میں اس قدر ظلم وستم اور رنج ومصائب اٹھائے۔ اور اس طرح کمینی اور رذیل دنیا کو خیرباد کہا ... اس کی مثال کہیں نہیں مل سکتی۔

چنانچہ ایک دن حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر جاری ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہمراہ حسب العادت سونے کے لدے ہوئے ستر ہزار اونٹ ہر وقت رہتے تھے کہ آپ ان سے عام رعایا کو زمین آباد کرنے کے لیے بطور تقاوی نقدی عطا فرمایا کرتے تھے۔ اور پھر ان سے واپس نہیں لیتے تھے۔ یہ سنکر اور صحابہ کرام کی تنگی کا خیال کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں قدرے ملال پیدا ہوا۔ تو فوراً وحی نازل ہوئی۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال محبوبیت ہے۔ کہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی چیز یا کسی کام کا فکر دامن گیر لاحق ہوتا، فوراً جبرائیل علیہ السلام بارگاہ کبریا سے نزول فرماتے ہے

بہر وصل دوست تعویذ دعا در کار نیست

میل دل از سدرہ مے آرد فرو جبریل را

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محض ملال اور خیال ہی سے جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر حضرت کبریا کا سلام پیش کر کے عرض کی یا محمد علیک السلام حضرت کبریا کی جناب سے حکم ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے لیے تو سونے سے لدے ہوئے ستر ہزار اونٹ ہمراہ رہتے تھے۔ اور تمہارے لیے ان دو پہاڑوں کے یہ دو ٹیلے ہیں۔ جو مدینہ منورہ کے دائیں بائیں کھڑے ہیں ہم ان دونوں کو خالص سونا بنا کر تمہارے لیے ایک معجزہ بنائے دیتے ہیں۔ کہ جس طرف بھی آپ تشریف لے جائیں، یہ دونوں پہاڑ اپنے پاؤں چل کر آپ کے ہم رکاب رہیں۔ آپ ان میں سے جتنا چاہیں صرف وعطا کریں۔ ان میں کمی نہیں آئے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشق الٰہی کے جذبات وغلبات کی وجہ سے اشکبار آنکھوں سے فرمایا: میں خداوند تعالےٰ سے لگاتار دو دن گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں چاہتا۔ بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ ایک روز مجھے پیٹ بھر کر کھانا

ملے تاکہ میں کھا کر شکر کروں اور شاکروں کا درجہ پاؤں۔ اور دوسرے روز مجھے بھوکا رکھے تاکہ بھوک میں صبر کر کے صابروں کا درجہ پاؤں۔

وَرَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَهَبٍ

عَنْ نَفْسِهٖ فَأَرَاهَا أَيَّمَا شَمَمٍ

اور کوہ ہائے بلند نے آپ سے بار بار منت درخواست کی کہ ہم کو قبول فرمائیے اور اپنی ذات شریف پر صرف فرمائیے۔ اس پر آپ نے ایسی ہمت بلند ان پہاڑوں کو دکھائی جو ادراک عقل سے باہر ہے۔ اور ہرگز اس کو قبول نہ فرمایا۔

وَأَكَّدَتْ زُهْدَهٗ فِيْهَا ضَرُوْرَتُهٗ

إِنَّ الضَّرُوْرَةَ لَا تَعْدُوْ عَلَى الْعِصَمِ

آپ کی ضروریات دنیویہ نے جو بمقتضائے بشریت پیش آتے ہیں۔ آپ کے زہد اور بے رغبتی دنیا کو بہت مضبوط اور مستحکم کر دیا یعنی آپ کی دنیا سے بے رغبتی غالب رہی اور ضروریات دنیویہ مغلوب۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ آپ پر ضرورت کا غلبہ ہوتا تھا۔ نہیں نہیں! معصوموں پر ضروریات کا غلبہ نہیں ہوتا۔ اور آپ تو پھر اعلیٰ معصوم ہیں۔ اگلے شعر میں مصنف علیہ الرحمۃ ضروریات کے مغلوب نہ ہونے کی وجہ خاص بیان کرتے ہیں ہے

وَكَيْفَ تَدْعُوْ إِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ مَنْ

لَوْلَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

اور کس طرح بلا سکتی ہے دنیا کی طرف اس شخص مقدس کی ضرورت کہ اگر وہ نہ ہوتا تو دنیا خود عدم سے وجود کی طرف نہ آتی اور موجود نہ ہوتی۔ خلاصہ یہ ہے کہ خود دنیا کا وجود ان کے طفیل سے ہے۔ پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ دنیا کی ضرورتیں ان کو مجبور کریں۔ یعنی دنیا ان کی محتاج ہے اور وہ محتاج الیہ۔

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ

محمود الصفات حمیدہ اسم با مسمّٰی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو سردار دنیا و آخرت، جن وانس کے، اور ہر دو فریق عرب و عجم کے ہیں۔

جنگِ احزاب میں عرب کے مشرکوں کے سات گروہوں کے لشکروں نے مدینہ منورہ کا ایک مہینہ تک محاصرہ رکھا۔ مدینہ منورہ کے اطراف میں جہاں جہاں ضروری تھا دیوار نہ ہونے کے سبب خندق کھودنا پڑی۔ خندق کھودتے کھودتے ایک مقام پر پتھر نکلا۔ جسے توڑنے اور باہر نکالنے سے صحابہ قاصر رہے۔ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آہنی اوزار کے ساتھ خود اپنے دستِ مبارک سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر چوٹ لگائی۔ تو اس اوزار کے ساتھ ایسی روشنی نکلی کہ اس کے سبب صحابہ کو فارس کے شہر، قلعے اور محل دکھائی دیئے اور پتھر کچھ ٹوٹا۔ جب دوبارہ اللہ اکبر کہہ کر چوٹ لگائی تو پتھر سے ایسی روشنی نمودار ہوئی کہ یمن کے قلعے اور کھڑکیاں دکھائی دیں۔ اور پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور جب تیسری مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر چوٹ لگائی تو پتھر سے ایسا شعلہ نکلا کہ روم کے شہر اور قلعے دکھائی دیئے اور پتھر سیاہ راکھ ہو گیا۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اسے باہر پھینکا۔ صحابہ کرام کا بیان ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں دست مبارک پتھر یا اوزار مارنے کے لئے اٹھاتے تو جبہ مبارک کا دامن اوپر ہو جانے سے ہمیں نبی محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شکم اقدس پر پتھر بندھا ہوا نظر آتا تھا۔ تاکہ بھوک اور خالی پیٹ ہونے کے سبب کمر نہ جھک جائے ؎

وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَاءَهٗ وَطَوٰی
تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُتْرَفَ الْاَدَمِ

اور میں نے ظلم کیا سنت اس ذات اقدس پر جنہوں نے بھوک کے باعث اپنے سارے شکم مبارک کو کسا اور اپنے نرم و لطیف پہلوئے مطہر کو پتھر کے تلے لپیٹا۔ تاکہ اس کی نقل اور سہارے سے گونہ تقویت حاصل ہو۔ اور ضعف مانع قیامِ نماز و دیگر طاعات نہ ہو۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب سالتمآب سے بھوک کی شکایت کی۔ اور سب صحابہ نے اپنے اپنے شکم دکھائے کہ ہر ایک پر ایک ایک پتھر بندھا ہوا تھا اس پر آپ نے اپنا شکم اقدس کھول کر دکھایا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی۔ مگر یاد رہے کہ یہ فقر و فاقہ اختیاری تھا۔ نہ کہ اضطراری۔ سرکار دو عالم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر اختیاری کا یہ عالم تھا کہ حضور نے اپنی تمام عمر شریف میں تین دن تک متواتر گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ جس پیراہن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ اس میں چار پیوند لگے ہوئے تھے جو چاروں مختلف رنگ کے تھے۔ آپ کے وصال کے وقت اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین کے حجروں میں کوئی دنیاوی چیز اس قدر بھی نہ تھی۔ کہ اس سے تیل خرید کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زیارت کرتے۔ ہمسایہ کے گھر سے تیل مانگا کہ دونوں جہان کے سردار، مالک کون و مکان شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دار فانی سے کوچ فرما رہے ہیں۔ تھوڑا سا تیل دو تاکہ ہم سید المرسلین خاتم النبیین حبیب خدائے قدوس صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زیارت کر لیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ط

روایت ہے کہ چند اشرفیاں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ملکیت میں تھیں وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں مسکینوں کو بانٹ دی گئیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ بعد نمازِ مغرب امہات المومنین کے حجروں میں تشریف لے جاتے۔ پہلے مہمانوں کو کھانا کھلاتے پھر خود تناول فرماتے۔ پھر اصطبل میں جا کر اپنی سواری کی خبر گیری کرتے بعد ازاں پھر حجروں میں تشریف لاتے اور اہل بیت اطہار کے پاس جو کوئی روپیہ پیسہ ہوتا سب اپنے دامن مبارک میں ڈال کر باہر لے جاتے اور اپنے دست مبارک سے مسکینوں اور غریبوں کو بانٹ دیتے۔ تاکہ خاندان نبوت میں دنیاوی مال کو رات نہ آ جائے۔

امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت میں فقر اور دولتمندی کے مسائل مفصل بیان فرمائے ہیں چنانچہ آپ روایت نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز سرورِ کائنات محبوب خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت زہرائے بتول رضی اللہ عنہا کے گھر بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کی

عادت شریفہ تھی کہ حجرہ سے باہر کھڑے ہو کر اجازت طلب فرماتے جب اجازت ملتی اندر تشریف
حسب معمول آپ نے اجازت طلب فرمائی۔ جواب ملا اجازت نہیں۔ آپ نے وجہ دریافت فرمائی
فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی میرا کپڑا درست نہیں۔ آپ نے فرمایا بیٹی کپڑا
نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کپڑا بدن پر درست نہیں آتا کیونکہ چھوٹا ہے۔ جب ایک طرف
درست کرتی ہوں تو دوسری طرف سے چھوٹا ہو جاتا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک
سے اتار کر خود باندھی اور اپنا تہبند اتار کر اندر پھینکا۔ زہرائے بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو کپڑا
تھا تہبند بنایا۔ اور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چادر مبارک کو سر کی جانب اوڑھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے۔ تو پوچھا اب بیماری کا کیا حال ہے؟ عرض کی
بیماری سے تو کسی قدر افاقہ ہے۔ لیکن ایک اور مصیبت بیماری سے بھی سخت ہے جو لیٹنے نہیں
دیتی۔ آپ نے فرمایا وہ کیا مصیبت ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ! کئی روز ہوئے ہیں کہ کھانا
میسر نہیں آیا بھوک کی شدت سے اٹھنے کی تاب نہیں لا سکتی۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے
پیاری بیٹی دنیا کے فقر و فاقہ سے مت گھبرا۔ تیرے لیے دونوں جہانوں میں تیرا شوہر علی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کافی ہے اور وہ تجھ سے بہتر ہے۔

غور کرنا چاہیے کہ خاندان نبوت میں زہد اور تقویٰ کو کس قدر پسند کیا جاتا تھا اور وہ
سے کس قدر آراستہ و پیراستہ تھے۔ بلکہ رسالت کے خاندان اور اہل بیت اطہار پر فقر نبوت کا
فضائل سے تھا جیسا کہ کتاب احیاء العلوم کے فقر و غنا کے باب میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرمایا کہ اے عبداللہ آؤ
ہے کہ میں تجھے ساری دنیا کا مشاہدہ کرا دوں؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! صلے اللہ علیہ وسلم پس جناب
خدا صلے اللہ علیہ وسلم اٹھے اور عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجاست کے اس تالاب پر لے گئے جو
ملوث۔ ناہموار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے عبداللہ تو نے یہ جہان
جو اس میں ہے یہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

فرمایا کہ یہ دنیا ہے یہ لذت کھانے ہیں جو انواع و اقسام کے حلوے قورمے اور چاول وغیرہ کی قسم سے پکاکر تے تھے اور نفس
کی خواہشوں کو پورا کرتے تھے۔ اور تو یہ پھٹے پرانے کپڑے دیکھ رہا ہے؟ جو اس میں گرے ہوئے ہیں عرض
کی ہاں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہی سنجاب، سمور، کتان، اور دیباج وغیرہ
کے لباس ہیں جو تفاخر کے طور پر پہنے جاتے تھے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تو نے ان لمبی چوڑی ہڈیوں کو دیکھا؟
آپ نے عرض کی ہاں یا رسول خدا میں نے دیکھا۔ فرمایا کہ یہ وہی عربی، عراقی اور تاتاری گھوڑے
اور بختی اونٹ وغیرہ ہیں کہ جن پر سوار ہو کر فخر کے ساتھ حکمرانی کی جاتی تھی۔ پھر فرمایا کہ تو یہ گول ہڈیاں دیکھ
رہا ہے؟ عرض کی کہ ہاں یا رسول خدا۔ پس آپ نے فرمایا کہ یہ وہ ہی کھلے اور کاسہ سر کی ہڈیاں ہیں کہ جن
سروں پر زریں تاج رکھتے تھے اور تکبر اور فخر کی خواہشات میں مبتلا تھے۔ پس اے عبداللہ یہی ساری دنیا ہے
جو تو نے دیکھی۔ اور ملاحظہ کی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو چار قسموں میں منقسم اور منحصر فرمایا۔

پہلی قسم کھانے کی چیزیں

دوسری قسم پہننے کی چیزیں

تیسری سواری کے جانور اور چوپائے۔

چوتھی جنس انسان۔ کہ اس کی مبارک ذات علموں کی جامع اور عقول و افہام کی اکمل ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ ان میں سے (یعنی دنیا کے مال و اسباب سے) کوئی چیز تیرا نصیبہ ہو؟
پس حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی
رحمتیں نازل ہوں۔ میں ان میں سے کسی چیز کو نہیں چاہتا۔ میں تو محض خدا اور خدا کے رسول کی رضا کا
طالب ہوں۔

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد اپنے اس ارشاد سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
کی مشکلات کا حل اور منازلات روحانی کا طے کرانا مقصود تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے باطنی توجہ اور ظاہری
دلائل سے آپ کے دل کو دنیا کی معیشت اور مال و متاع کے تعلقات سے سرد اور پاک کیا۔ اور
محبت الٰہی اللہ اور ترک ماسوی اللہ کو آپ کے نور دل میں ثبت اور قائم فرمایا۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عبداللہ بن عباس کے ساتھ بے حد شفقت تھی اس لیے دوبارہ آپ کو طریقت کی بقیہ گھاٹیوں اور بلند مقامات کے حصول کے متعلق ارشاد فرمایا۔ یا عبد اللہ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِ سَبِیْلٍ وَعُدَّ نَفْسَکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ط او کما قال صلے اللہ علیہ وسلم۔ کہ اے عبداللہ! تو دنیا میں اس طرح زندگی بسر کر گویا کہ تو پردیسی ہے یا راستے کاٹنے والا۔ اور تو اپنے آپ کو قبروں والوں سے شمار کر۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے بھی حضور نبی کریم رؤف رحیم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں فقر کو اختیار فرمایا۔ اور کبھی دنیا کی محبت سے دل کو پاک و صاف رکھا۔ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والوں کا بھی یہی حال تھا چنانچہ منقول ہے کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ ایک مرتبہ بھکر میں بھکر کے گرد ونواح کی سیر کو نکلے۔ اس وقت آپ کے ساتھ صرف سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جو آپ کے خلیفہ تھے۔ اور جن کا مزار بھکر کے شمال کی طرف دامن چوک میں میاں عثمان کے قبرستان میں ہے۔ پس حضرت سلطان العارفین قدس سرہ پہلے قصبہ سے باہر مشرق کی طرف میدان چوک میں ایک ویران ٹیلے پر پہنچے۔ بیٹھنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ فوراً کھڑے ہوئے اور فرمایا حمید اس ٹیلے سے جلدی اترو۔ یہ کسی ظالم کا مکان ہے۔ (اب مشہور ہے کہ وہ ٹیلا ایک ہندو کا تھا۔ جو اپنے وقت میں بڑا ظالم تھا) اس کے بعد آپ وہاں سے ایک اور جگہ تشریف لے گئے۔ جو ریت کا میدان تھا۔ وہاں آرام فرمانے کے لیے لیٹ گئے۔ اور اپنا مبارک سر سلطان حمید کے زانو پر رکھ کر ایک گھڑی آرام فرمایا۔ جس سے آپ کا بدن مبارک خاک آلود ہو گیا۔ یہ دیکھ کر سلطان حمید کا دل بہت دکھا۔ اور خیال گذرا کہ کاش میرے پاس مال و زر ہوتا تو آج اپنے ہادی کامل اور مرشد مکمل کا بستر مخمل اور اطلس کا بنواتا جس پر آپ آرام فرماتے اگر میں مسکین نہ ہوتا تو ہر گز آج میں اپنے ہادی کا جسم مبارک خاک آلود نہ ہونے دیتا۔ اتنے میں آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا حمید تم نے کیا خیال کیا؟ اس نے تمام حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا آنکھیں بند کرو۔ سلطان حمید نے آنکھیں بند کیں تو اپنے آپ کو ایک باغ میں پایا۔ جہاں اطلس و دیبا کا فرش بچھا ہوا تھا جس پر ایک خوبصورت عورت ریشمی کپڑے پہنے ہار سنگھار کئے

ہوئے بیٹھی۔ وہ سلطان حمید کی طرف راغب ہوئی اور نکاح کی درخواست کرنے لگی۔ سلطان حمید نے اسے نرم زبان اور اشارہ سے کہا دور دور! ادب کا مقام ہے۔ میں اپنے ہادی کی خدمت میں حاضر ہوں۔ کہیں بے ادبی واقع نہ ہو جائے۔ اسی حالت میں مراقبے سے سر اٹھا لیا۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے فرمایا۔ حمید کیا دیکھا؟ انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ تو تو اپنے دل میں دنیاوی مال و دولت نہ ہونے کی شکایت اور غم کرتا تھا۔ یہ ہی دنیا تھی۔ اسے کیوں قبول نہ کیا۔ اگر آج تم اسے قبول کر لیتے تو مال و دولت کبھی تمہارے گھر سے ختم نہ ہوتا۔ سلطان حمید نے عرض کیا میرے آقا میں تو اللہ تعالیٰ سے اس کی ذات کا نور چاہتا ہوں۔ مجھے مال و دولت کی ضرورت نہیں۔

پھر آپ نے فرمایا فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر تیرے خاندان سے نہیں جائے گا۔

فصل ہفتم

آنحضرت قدس سرہ کی تصنیفات

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ چونکہ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ اس لیے بچپن میں ہی آپ انوار و ات حق تعالیٰ اور تجلیات الٰہیہ میں محو اور وحدانیت میں مستغرق رہتے تھے۔ اسی سبب سے ہی آپ ظاہری علم بھی حاصل نہ کر سکے۔ لیکن اس کے باوجود کہ آپ ظاہری علم سے بالکل اُمی تھے۔ جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں۔ کہ "من محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم ہر دو امی بودہ ایم" نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم لدنی کی پرورش سے آپ کے علم باطنی کی فتوحات اس قدر تھیں کہ کئی دفتروں میں نہ سما سکیں۔ آپ کا ارشاد ہے سے

اگرچہ نیست مارا علمِ ظاہر
ز علمِ باطنی جاں گشتہ طاہر

Scanned by CamScanner

حضرت شیخ سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف "مناقب سلطانی" میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بزرگوں کی زبانی سنا ہے کہ سید ابو صالح موسیٰ شاہ علی المعروف موسن شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ خلیفۂ اکسیر وقت حیات حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ (جن کا مزار پاک علاقہ سنگھڑ ڈیرہ ... شکار پور والہ میں خاص گھوٹکی المعروف لو صاحباں دلو موسن شاہ میں ہے) نے اپنے مرشد کامل شیخ المشائخ حضرت شیخ سلطان باہوؒ قدس سرہٗ کی ایک سو چالیس تصنیفات کو جمع کیا جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

عین الفقر کبیر۔ عین الفقر صغیر۔ عین الفقر متوسط۔ عقل بیدار کبیر۔ عقل بیدار صغیر۔ کلید التوحید کبیر۔ کلید التوحید صغیر۔ تلمیذ الرحمٰن۔ مجالسۃ النبی۔ محبت الاسرار۔ اسرار قادری۔ توفیق الہدایت۔ تیغ برہنہ۔ مجموع الفضل۔ محک الفقر کبیر۔ محک الفقر صغیر۔ فضل اللقا۔ شمس العارفین۔ دیوان باہو کبیر۔ دیوان باہو صغیر۔ رسالہ روحی۔ اورنگ شاہی۔ امیر الکونین۔ جامع الاسرار۔ مفتاح العاشقین۔ قرب دیدار۔ نور الہدیٰ۔ عین نما۔ قطب الاقطاب۔ محکم الفقرا۔

ع۱ چونکہ اس مختصر سے رسالہ میں ہمارے پیش نظر صرف حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی حیات پاک اور آپ کی سیرت مقدسہ پر روشنی ڈالنا ہے۔ اس لیے جس طرح ہم آپ کی ذات پاک کے مفصل حالات اور مناقب میں ایک علیحدہ کتاب لکھیں گے اسی طرح آپ کے خلفا کے تذکار و مناقب کے موضوع پر بھی انشاء اللہ العزیز عنقریب ہی ایک مستقل کتاب

خلفائے سلطانی

مرتب کریں گے۔ چنانچہ حضرت سید موسن شاہ علیہ الرحمۃ کا مفصل حال بھی اسی میں درج ہوگا۔

نوٹ:۔ جو حضرات حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے مشہور و معروف یا گمنام خلفا کے مکمل حالات تحریر فرما سکتے ہوں وہ ادارہ کو ایسا مواد جلد از جلد بھیج دیں۔ بشرط صحت بشرط معیار ضرور شائع کیا جائے گا۔ تحریر ٹھوس اور عام فہم ہو۔

کشف الاسرار، حجت الاسرار۔ جامع الاسرار وغیرہ[1]

ان تمام کتابوں میں صرف فقر کے احوال اور مقامات کا بیان ہے۔ ان میں اشعار، استعارات، شیرازہ، تمہیدات اور گذشتہ قصے کہانیاں بیان نہیں کی گئیں، بلکہ آپ کی تصنیفات میں قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اور قَالَ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مطابق فقر کے احوال اور شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت الٰہی ذکر و فکر کے اشغال، مراقبہ، تصورات اور علمِ دعوتِ قبور کا بیان ہے، جو دیکھنے کے قابل ہے۔

آپ کی تصنیفات میں جس تصوف کو پیش کیا گیا ہے وہ تصوف کی دیگر کتب سے بالکل نرالا اور انوکھا ہے۔ آپ کی باتیں زیادہ تر الہامی ہیں۔

آپ نے اپنی پاکیزہ زندگی میں بڑے بڑے اولوالعزم اولیاء اللہ کے مزارات پر دعوت پڑھی جس کا مفصل ذکر آپ کی ان تصنیفات میں موجود ہے۔ کشفِ قبور کا ذکر تو تصوف کی اور بھی بہت سی کتب میں پایا جاتا ہے۔ مگر دعوت قبور کا ذکر صرف آپ ہی کی تصنیفات میں ہے۔ یہ ایک ایسا بے نظیر طریقہ ہے جس کے ساتھ صاحب قبر سے ظاہری طور پر فیض حاصل ہوتا ہے! اور بڑے بڑے مقامات جو مدتوں زہد و ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس طریقہ سے ایک دم میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس دعوت کے طریقے اور اس کی رجعت سے بچنے کی تدابیر اور اس کی پوری تشریح آنحضرت قدس سرہٗ کی اصل فارسی کتب یا صحیح تراجم سے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کا ارشادِ گرامی ہے کہ

"سی سال در طلب مرشدِ کامل ماندم و تمام عمر در طلب طالب صادق"

میں تیس سال تک مرشدِ کامل کی طلب میں پھرتا رہا، اور تمام عمر طالب صادق کی طلب

[1] ان میں سے اکثر کتابیں مترجم اردو آپ کو "مکتبہ سلطانیہ۔ گکھڑ۔ ضلع گوجرانوالہ سے مل سکتی ہیں۔

میں بسر ہوئی۔

چنانچہ اس حال میں آپ نے اپنی باطنی دولت اور روحانی نعمت کو کتابوں کی صورت میں قلم بند فرمالیا۔ اور اس طرح اپنے باطنی فیض کا عام دسترخوان طالبوں اور سالکوں کے لیئے قیامت تک بچھادیا۔ اور صلائے عام دی کہ جس کا جی چاہے آئے۔ اور اس نعمت لازوال سے مالا مال ہو۔ ؎

کیمیائے گنج مفلس را نمود | ہر کرا عقل است حاصل کرد زود

یعنی ہم نے کیمیا اور اکسیر کے خزانے مفلسوں اور محتاجوں کے لیئے کھول دیئے ہیں۔ جس کسی کو اس کی سمجھ اور عقل ہے۔ وہ جلد حاصل کرلے گا۔

آنحضرت قدس سرہ کو بذریعہ کشف غیبی معلوم تھا کہ آخر زمانہ میں مرشد کامل دنیا میں بہت کم مل سکیں گے۔ اس لیئے آپ نے اس پچھلی تاریکی اور آخری ظلمت کے زمانے کے لیئے اپنے گنج معرفت اور کنز توحید کو کتابی صورت میں نمودار کرکے رکھ دیا۔ چنانچہ آپ کی ہر کتاب کے اندر ایک مرشد کامل کا نور مستور ہے۔ اور وہ نور بالکل وسیلۂ مشاہدہ ذات اور ذریعہ حضوری بزم حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گویا کلید نور وحضور ہے۔ اگر طالب صادق صدق اور یقین کے ساتھ اسے بلاناغہ اپنے مطالعہ میں رکھے گا۔ اور اسے اپنا رہبر پیشوا اور وسیلہ بنائے گا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلدی اپنی دلی مراد پالے گا۔

کتابوں کے مطالعہ کی تاثیر کے متعلق خود حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کے متعدد ارشادات موجود ہیں۔ جن میں سے چند عبارتیں بطور تبرک ہدیۂ ناظرین کرام کی جاتی ہیں۔ تاکہ سعادت مند، سلیم العقل اور منصف مزاج خوش نصیب اصحاب ان مختصر عبارتوں سے ان پاک تصنیفات کی حقیقت اور اصلیت معلوم کرلیں۔ چنانچہ اپنی تصنیف لطیف" اورنگ شاہی" میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یہ رسالہ قطب المعظم معما باسم مسمیٰ محک العلماء والفقراء والاولیاء جو بجائے خود بحر العلمین اور متصرف کونین ہے۔ اور جو سنگ پارس کی طرح طالب کاذب کے آہنی وجود کو سرخ سونے کی طرح خالص بنا دیتا ہے۔ اور طالب صادق کو حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ جو اس تمام رسالہ کو پڑھے گا، اللہ تعالےٰ اس کا مطلب پورا کردے گا۔ اور دنیا و آخرت میں لا یحتاج

رہے گا۔ بلکہ اس رسالہ کا مطالعہ عین فرض ہے کیونکہ یہ مجلس محمدی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ اس رسالے کا نام" اورنگ شاہی" رکھا گیا ہے۔ اور حضور نمائے توحید الٰہی کا خطاب اس کو دیا گیا ہے۔ ؎

ہر ورق گنجیست اکسیر کرم | ہر سطر سریست نور از ختم
ہر ورق راہبر حضوری مصطفےٰ | عالم باللہ بخواں علم از الہ

پس جو شخص اسے اخلاص سے پڑھے گا، اسے ظاہری مرشد کی ضرورت نہیں رہے گی۔ کیونکہ اس کے مطالعہ سے ہمیشہ کے لیئے لوح محفوظ منکشف ہو جاتی ہے۔ اور جہاں چاہتا ہے اپنی دید کو توفیق پہنچا سکتا ہے"۔ (اورنگ شاہی مترجم)

امیر الکونین کی ابتداء میں فرماتے ہیں۔

تصوف کی یہ کتاب قرآن شریف کی باتاثیر تفسیر ہے۔ جس کے مطالعہ سے انسان روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ ظاہر میں دنیاوی خزانوں کا تصرف اور پوری پوری عنایت الٰہی اور باطن میں معرفت وہدایت الٰہی کا تصرف حاصل ہوتا ہے"۔ (امیر الکونین مترجم)

آپ کی تصنیف لطیف" کلید جنت" کے پہلے باب کے شروع میں ہی یہ عبارت موجود ہے:۔

اگر کسی کا سرکش نفس شیطان کے موافق اور خدا کے مخالف ہو۔ کسی طرح بھی گناہوں سے باز نہ آتا ہو۔ اور خدا کی طرف متوجہ نہ ہوتا ہو اور اس کا دل غفلت کی کثرت کے سبب مردہ ہو کر شیطان کی قید میں آگیا ہو، زندہ نہ ہوتا ہو۔ اور اسم اللہ ذات کی تاثیر دل پر نہ ہوتی ہو۔ یا غریب مظلوم، عاجز، پریشان اور محتاج ہو۔ دنیا اور زمانے سے تنگ آگیا ہو۔ کثیر العیال مفلس ہو۔ مال و دولت کی کمی ہو۔ اور فقر و فاقہ میں زندگی کے دن کاٹتا ہو تو اسے چاہیئے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ یہ دین کا خزانہ ہے۔ اس سے ظاہری اور باطنی ہر ایک خزانہ معلوم ہو سکتا ہے۔ خلقت اس کی خادم ہو جاتی ہے۔ وہ مخدوم بن جاتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہر قسم کے مطلب حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانے ہاتھ آتے ہیں۔ اور صحیح صحیح علم تصوف اس پر منکشف ہوتا ہے۔

جو شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے گا۔ اور اس پر عمل کرے گا۔ وہ عارف باللہ اور صاحب توفیق ہو جائے گا۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے مشرف ہو گا۔ تمام اولیاء و انبیاء کی روحیں اس سے ملاقات کریں گی۔ ظاہر و پوشیدہ تمام چیزیں اس سے پوشیدہ نہیں رہیں گی۔ یہ طریقہ خاص طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا معرفت الٰہی میں مکمل ہو جاتا ہے۔

ہر عالم فاضل صاحبِ تفسیر کو اس کتاب سے چار علم معلوم ہوتے ہیں علمِ کیمیا، علمِ ہیمیا، علمِ دعوت تکبیر، علمِ ذکر اللہ اور علمِ استغراق۔ ان سے انسان صاحبِ نظر ہو جاتا ہے۔ نفس پر حکمران ہو جاتا ہے۔

یہ کتاب سچے مریدوں، اصلی طالبوں، محقق عارفوں، حق کے رفیق واصلوں، باتوفیق عالموں اور فنا فی اللہ غرق فی الوحدانیت فقیروں کے لیے کسوٹی ہے۔ جس شخص کو اس کتاب سے اسم اعظم کا گنج بے رنج حاصل نہیں ہوتا اس کی گردن پر سوال وبال ہے۔ جس شخص میں عقل، دانش اور پورا پورا شعور ہے۔ اسے اس سے تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ کتاب اللہ تعالےٰ کے حکم سے لکھی گئی ہے۔ اس کی نظر رحمت کی منظور شدہ ہے۔ اور جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے لکھی گئی ہے۔ (کلید جنت مترجم)

مذکورہ بالا عبارتیں ٹھوس حقیقت ہیں۔ اگر کوئی شخص صدقِ دل، اخلاص و یقین اور ادب و احترام سے بلاناغہ آپ کی تصنیفات کا مطالعہ کرتا ہے۔ تو وہ ضرور بالضرور اپنی مراد کو پہنچ جاتا ہے۔

واضح رہے کہ اہل اللہ فقرائے کاملین کا کلام الہام آسمانی اور القائے رحمانی ہوتا ہے۔ جو صاحب استعداد ازلی فضلی طالب کے دل میں روحانی جوش اور باطنی جذبہ پیدا کر دیتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے کلام کو اوّل سے لے کر آخر تک پڑھتے جاؤ۔ اس میں کوئی فلسفیانہ پیچیدگیاں یا شاعرانہ رنگینیاں نہیں ہیں۔ بلکہ ٹھوس، آسان فیض اور سادہ سہل فضل ہر جگہ نمایاں ہے۔ آپ اپنی اکثر تصانیف میں فرماتے ہیں۔ کہ "ایں قالِ من بر حالِ من" یعنی میری یہ قیل و قال میرے اپنے حال پر دال ہے۔

فصل ہشتم

آنحضرت قدس سرہٗ کا طریقہ

حضرت سلطان العارفین برہان الواصلین شیخ سلطان باہُو قدس سرہٗ کا طریقہ قادری سروری ہے۔ اور قادری سروری وہ ہوتا ہے۔ جسے محض ازلی فیض و فضل سے ظاہری وسیلہ بغیر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل ہو۔ اور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم اسے ارشاد تلقین فرما کر اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سپرد فرمائیں۔

چنانچہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ اپنی تصنیف لطیف "عین الفقر" شریف میں فرماتے ہیں کہ:۔

قادری بر دو قسم است۔ قادری زاہدی، و قادری سروری۔ قادری زاہدی آنست کہ مرشد طالب را در زہد و ریاضت چلہ ہا کشاند۔ بعضے را دہ سال و بعضے را دوازدہ سال و بعضے را چہل سال و بعد ازاں او را بحضور حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز رساند و حضرت پیر قدس اللہ سرہٗ العزیز او را مشرف مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایند و قادری سروری آنست کہ محض بہ فیض بفضل ازل بے وسیلہ ظاہری بہ پرورش نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم حاضر و مشرف مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شود۔ و حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم او را ارشاد و تلقین فرمودہ دستش بدست حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی بسپارند آنرا قادری سروری گویند۔ و حکم سروری حکم مریدی است و ایں را اویسی نیز نامند۔ (عین الفقر من عینیہ)

یعنی قادری دو قسم پر ہے۔ قادری زاہدی اور قادری سروری۔ قادری زاہدی وہ ہے۔ کہ مرشد (یعنی شیخ) طالب (یعنی مرید) سے زہد و ریاضت میں چلہ کشی کرائے

حسب حاجت کسی کو دس سال کسی کو بارہ سال کسی کو چالیس سال۔ اس کے بعد اس کو حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر گیلانی قدس سرہ کے حضور میں لے جائے۔ اور حضرت پیران پیر اسے مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف فرمائیں۔

لیکن قادری سروری وہ ہے کہ محض ازلی فیض وفضل سے ظاہری وسیلہ بغیر نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش سے مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہو۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ اسے ارشاد وتلقین فرما کر اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائیں۔ اسے قادری سروری کہتے ہیں۔ سروری سروری ہوتا ہے۔ اسی کو اویسی بھی کہتے ہیں۔

آنحضرت قدس سرہ کا طریقہ مبارکہ قادری سروری تھا۔ آپ کو محض فیض وفضل ایزدی سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل تھی۔ جس کا مفصل ذکر اسی باب کی فصل سوم میں گذر چکا ہے۔ آپ شریعت کے زبردست پابند اہل صحو اہل سنت وجماعت ولی اللہ تھے۔ چنانچہ آپ کا اپنا ارشاد ہے کہ ؎

ہر مراتب از شریعت یافتم
پیشوائے خود شریعت ساختم

نیز فرماتے ہیں۔ اگر کوئی فقیر سر موئے خلاف شرع چلے، اسی وقت اس کی تمام نعمت سلب ہو جاتی ہے۔

ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ کہ جس وقت فقرا سید الانبیا حبیب خدا اشرف انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔ تو اسی وقت سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور پرنور سے حکم ہوتا ہے کہ جاؤ اولیا اللہ حاضر مجلس قید حیات میں ہیں۔ وہ جا کر ظاہری نماز ادا کریں۔ ورنہ حضور سے سلب ہو جائیں گے۔

نیز آپ کا ارشاد ہے کہ صاحب قلب اور غالب الاولیا وہ مرشد ہے جو طالب کو باطن میں

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں منظور نظر کرائے اور مجلس نبوی میں داخل کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم وتلقین دلائے اور طالب اللہ واصل بن جائے۔ اور پھر اپنے مرشد کی صحبت میں با اعتبار ہو کر رہے۔ عارف باللہ اور صاحب قلب پر فرض عین ہے۔ کہ وہ ریا عبادت کو چھوڑ دے اور رجوعات خلق اور نام وناموس دنیاوی کو ترک کر دے۔ خواہشات نفسانی اس کی موج سے قطرہ پاتے ہیں۔ لیکن میں نے دریا کو پایا۔ جب عین دریا کو پالیا تو اس میں اپنے آپ کو گم کر دیا۔

ایک مقام پر فرماتے ہیں محقق عارف باللہ وہ ہے۔ جو اپنے ظاہر کو لباس شریعت سے آراستہ رکھے۔ اور باطن میں جناب سول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پرنور حضور میں ہو۔ عارف کے لیے ضروری ہے کہ صبح وشام شریعت کو مد نظر رکھے۔ جو کام کرے دیکھ لے کہ شریعت کے مطابق ہے یا نہیں۔ اگر مطابق ہو تو کرے۔ اگر نہ ہو تو چھوڑ دے۔ شریعت کا اصول قرآن شریف ہے۔ علم اور علما کا ادب ملحوظ رکھنا اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا ادب ملحوظ رکھنا واجب ہے۔ جو باطن ظاہر کے مخالف ہے وہ باطل ہے۔ باطنی ہر ایک مقام شریعت اور علم قرآن شریف سے منکشف ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ظاہری مقام شریعت کے باطن میں آتا ہے۔ قرآن شریف اور شریعت سے کوئی چیز بھی باہر نہیں۔ قَوْلُهُ تَعَالٰی۔ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ط جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور ہر ایک پتا جو گرتا ہے۔ سب کچھ وہ جانتا ہے۔ اور زمین کے گڑھوں میں جو دانے چھپے پڑے ہیں وہ بھی ایک ایک کر کے اسے معلوم ہیں۔ کوئی چھوٹی اور بڑی بات ایسی نہیں جو قرآن مجید میں مندرج نہ ہو۔

ایک مقام پر اس سے بھی صاف اور واضح الفاظ میں فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو قدم ہیں۔ ایک ظاہری دوسرا باطنی۔ ظاہری شریعت نبوی ہے۔ جس سے امر معروف روشن ومکشوف ہوتا ہے۔ اور باطنی سے وہ طریقہ مراد ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفت الٰہی کے اسرار کو پہنچے ہیں۔ تو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر۔ اور باطنی

قدم کی پیروی کرتے ہوئے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پہنچایا۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر خوش ہوں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اقدس میں تیرا ظاہر و باطن سنور جائے جو شخص اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں نہیں پہنچاتا۔ اور آنجناب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے قدم بقدم نہیں چلتا۔ وہ جناب کی امت سے کیسے ہو سکتا ہے۔ ظاہری شریعت اور باطنی اسرار پر تعجب نہ کر کیونکہ عارف باللہ کے لیئے یہ دونوں قدم بمنزل پر و بال ہیں۔ ایک سنت عظیم دوسرے صراط المستقیم"۔

فصل نہم

فضائل و مناقب

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ مادر زاد ولی اللہ اور فیض سے بہرہ یاب تھے بچپن میں ہی سعادت ولایت اور بزرگی کی علامتیں آپ کے چہرۂ انور سے ظاہر تھیں۔ آپ کی روشن پیشانی میں نورانیت کی ایسی ایسی چمک تھی۔ جسے دیکھ کر دل جذبہ اور شوق سے تڑپ اٹھتے تھے۔ اور بعض غیر مسلم تو آپ کی زیارت ہی سے اسلام قبول کر لیا کرتے تھے۔

آپ کو بچپن ہی سے دنیاوی معاملات سے قطعی دلچسپی نہ تھی۔ دنیا کے دھندوں سے بہت اجتناب فرماتے تھے اور ہر وقت یاد الہی میں مشغول رہتے تھے۔ نیک بختی، کامیابی اور روحانی ترقی کے آثار آپکے دامن میں بندھے ہوئے تھے۔ آپ زیادہ اوقات میں مستغرق فی الذات ہی رہتے تھے۔ ذکر ہمیشہ آپ کے قلب سے جاری رہتا تھا۔ اور ایک لمحہ کے لیئے بھی تصور اسم ذات سے غافل نہ ہوتے تھے۔ اس بے کیف و پر سرور اور وجدانی جذبے کا اظہار کبھی کبھی ربِّ ارنی کے الفاظ کی صورت میں آپ کی زبان سے بھی ہو جاتا تھا۔

عموماً غیر آباد ویران جنگلوں میں تشریف لے جاتے تھے۔ جہاں آپ کی خلوت اور تنہائی

میں خلل انداز ہونے والا کوئی نہ ہو۔ اور ذکر و فکر میں مشغول ہو کر اپنے مالک حقیقی کی طرف لو لگایا کرتے تھے۔ اکثر حالات میں اتنے منہمک ہو جایا کرتے تھے۔ کہ کھانے کی بھی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی۔ اور اسی حالت میں دنوں کے دن گذر جاتے تھے۔

آپ شریعت کے بڑے زبردست پابند تھے۔ آپ نے اپنی تمام عمر شریف میں ایک مستحب بھی ترک نہیں فرمایا۔ بوجہ کمال استغراق فی الذات کے اگرچہ آپ ظاہری علم حاصل نہ کر سکے۔ لیکن آپ کے علم باطنی کا یہ عالم تھا کہ کئی دفتروں میں نہ سما سکا۔ چنانچہ آج بھی آپ کی تصنیفات کے مطالعہ سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔

آپ کے فیض کا کمال یہ ہے کہ طالب کو بہت جلد منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ اور سالک کو ریاضت و مجاہدہ میں جان نہیں گھلانی پڑتی۔ یہ سلسلہ آپ کی ولادت باسعادت ہی سے شروع ہے اور آج تک جاری ہے۔ مناقب سلطانی میں آپ کی ظاہری عمر شریف میں بے رنج و محنت ایک ہی نگاہ میں فیض عطا فرما دینے کا ایک واقعہ منقول ہے کہ:۔

ایک روز آپ سیر کے لیئے باہر تشریف لے گئے۔ دور سے آپ کی نگاہ ایک شخص پر پڑی۔ جو جنگل میں ایندھن کا بوجھ باندھ رہا تھا۔ آپ سیر کرتے کرتے آگے نکل گئے۔ دیر بعد اسی راہ سے واپس ہوئے تو اُس مقام سے کچھ دور ہی کھڑے ہو گئے! اور دیر تک کھڑے رہے۔ غلاموں نے عرض کیا حضور! آپ کو یہاں کھڑے بڑی دیر ہو چکی ہے۔ فرمایا کہ اس طرف کسی ولی اللہ کا مقبرہ یا اس کی روح ہے۔ جس سے نور آسمان تک پہنچ رہا ہے۔ پھر آپ قدم قدم چل کر اس نور کی طرف پہنچے۔ آپ نے دیکھا کہ وہاں ایک شخص بے ہوش بیٹھا ہے۔ اور ایندھن کا گٹھا اس کے پاس پڑا ہے۔ آپ نے اپنا دست مبارک اس کے سر پر رکھا۔ وہ شخص ایک گھڑی بعد ہوش میں آیا۔ اس سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ عرض کیا کہ حضرت شاید کل آپ ہی اس راستے سے جا رہے تھے۔ کہ میں نے آپ کو دیکھا۔ پھر مجھے کوئی خبر نہیں رہی۔ آنحضرت قدس سرہ نے پھر اسے از سر نو اسی ارفع و اعلیٰ مقام [illegible] پہنچا دیا۔

آپ اپنی تالیفات میں فرماتے ہیں کہ اس فقیر نے لکھوکھہا طالبوں کو ایک دم میں ایک قدم پر منزل رسیدہ کیا ہے جن کے حالات کی کسی کو خبر نہیں۔ اور وہ اس مصرعہ کے مصداق ہیں۔

ع گم قبر، گم جبۃ، گم نام و نشاں

آنحضرت قدس سرہٗ کے مفصل حالات سے آپ اندازہ کر چکے ہوں گے کہ ایک ولی کامل میں جن صفات کا ہونا لازمی ہے۔ وہ کماحقہٗ آپ میں موجود تھیں۔ اور آپ کی شخصیت جامع کمالات و صفاتِ ولایت تھی۔

اولیائے کاملین کی رفعت شان اور فضائل میں متعدد آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ سلم موجود ہیں۔ ذیل میں صرف ایک حدیث پاک نقل کی جا رہی ہے۔

حضرت ابی ذر غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم غم و فکر میں بیٹھے تھے۔ اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے۔ میں یہ حال دیکھ کر خاموش بیٹھا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بخود فرمایا کہ اے ابی ذر کیا تجھے معلوم ہے۔ کہ مجھے کس بات کا فکر و غم ہے اور یہ کہ میں کس چیز کا مشتاق ہوں؟

عرض کیا یا رسول اللہ آپ خود ہی ارشاد فرمائیں۔

فرمایا! آہ آہ!! مجھے اپنے ان بھائیوں کے دیکھنے کا کس قدر شوق ہے جو میرے بعد آنے والے ہیں۔ اور جن کی شان اللہ تعالےٰ کے نزدیک انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد سب سے ارفع ہوگی۔ اور جن کا درجہ اللہ تعالےٰ کے ہاں شہیدوں کا سا ہوگا۔ یہ لوگ اپنے ماں باپ اپنے بھائی بہنوں اور بیٹوں سے محض اس واسطے بھاگیں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ باتیں عمل کریں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے مال و متاع سے دست بردار ہونگے۔ اپنی جانوں کو متواضع بنائیں گے۔ شہوات کی رغبت نہیں کریں گے۔ دنیا کو حاصل کرنے کی خواہش نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب دیوانہ وار اکٹھے ہونگے۔ ان کے دل اللہ تعالےٰ کی طرف ہونگے۔ اور ان کی روحیں اللہ تعالےٰ سے ہونگی۔ ان کا علم بھی اللہ تعالےٰ کی خاطر ہوگا۔ جب ان میں سے

کوئی ایک بیمار ہوگا تو اس کا بیمار ہونا اللہ تعالےٰ کے یہاں ہزار سالہ عبادت سے بہتر و افضل شمار ہوگا۔ اے ابی ذر اگر چاہو تو اور زیادہ بتاؤں؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی ایک کو اس کے کپڑے کی ایک جوں ستائے گی۔ تو اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کا اجر ایسے ستر حج اور عمرہ کے برابر ملے گا۔ اور اسے اس قدر اجر ملے گا کہ گویا اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چالیس آدمیوں کو کہ ہر ایک کسی بارہ دینار دے کر آزاد کرایا۔ اے ابی ذر! اگر چاہو تو اور زیادہ بتا دوں؟ عرض کیا فرمائیے گا۔ فرمایا اگر ان میں سے کوئی کسی دوست کو یاد کر کے غم کرے۔ تو تو ہر سانس کے بدلے دس لاکھ درجے ملتے ہیں۔ دو رکعت نماز پڑھے اس حال میں کہ وہ کسی پہاڑ پر اللہ کی عبادت کرتا ہو اس کے لیے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب ہے۔ اے ابا ذر! اگر چاہو تو زیادہ بیان کروں؟ عرض کیا فرمائیے گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اگر ان میں سے کوئی ایک تسبیح پڑھتا ہے تو قیامت کے دن اس کا بدلہ اسے یہ ملے گا کہ گویا دنیا کے تمام پہاڑ سونا بن کر اس کے ساتھ چلتے ہیں۔ پھر فرمایا اگر چاہو تو اور کچھ زیادہ بیان کروں؟ عرض کیا یا رسول اللہ فرمائیے گا۔ فرمایا جب کوئی ان میں سے دوسرے کو دیکھتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کو بیت اللہ کے دیکھنے سے زیادہ پسند آتا ہے۔ اور جو شخص اس کی طرف دیکھتا ہے۔ گویا اللہ تعالےٰ کی طرف دیکھتا ہے۔ جو اسے خوش کرتا ہے گویا اللہ تعالےٰ کو خوش کرتا ہے۔ جو اسے کھانا کھلاتا ہے گویا اللہ تعالےٰ کو کھانا کھلاتا ہے۔ الخ (نقل از مناقب سلطانی)

جب اس قسم کے کلمات اولیاء اللہ کی شان میں ہوں۔ اور یہ بھی ان کے حق میں فرمایا جائے کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ (میری امت کے علمائے باطن یعنی اولیاء اللہ بنی اسرائیل کے انبیا کی طرح[1] ہوں گے) تو پھر ان کی شان اور قدر و منزلت کا کیا ٹھکانا۔

---

[1] یعنی احکامِ الٰہی کی تعمیل اور تبلیغ مثل پیغمبروں کے کریں گے۔

آنحضرت قدس سرہٗ کا زمانہ

آپ کا زمانہ بھی نہایت علم وفضل کا زمانہ تھا حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ جیسے متشرع اور عالم وفقیہہ بادشاہ تھے۔ ظاہری و باطنی علوم کو بڑی ترقی ہوئی۔

آنحضرت قدس سرہٗ کے ہمعصر بڑے بڑے علما اور صوفیائے کرام ہوئے۔ جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

خاندان قادریہ کے مشہور بزرگ جو حضرت شیخ سید عبدالرزاق بن حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد میں سے ہوئے ہیں۔ اور جن کا نام سید محمد مقیم محکم الدین بن شاہ ابوالمعالی بن سید محمد نور بن سید بہاؤالدین المشہور بہاول شیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۱۰۵۵ھ مزار در حجرہ شاہ مقیم مشہور ومعروف ہے یہ آپ کے ہی ہم عصر تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قادری بھی آپ کے ہم عصر تھے۔

حضرت میاں میر بالا پیر قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور دارا شکوہ بھی آپ کے ہم عصر تھے۔

سہروردیوں میں سے شیخ محمد اسماعیل سہروردی لاہوری المشہور میاں وڈے صاحب المتوفی سنہ ۱۰۸۵ھ بھی آپ کے ہم عصر تھے۔

خاندان نقشبندیہ کے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرزند ارجمند حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۱۰۸۰ھ آپ کے ہم زمانہ تھے۔

خاندان چشتیہ کے مشہور بزرگ خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۱۰۵۸ھ اور حضرت شاہ دولا گجراتی پنجابی چشتی المتوفی سنہ ۱۰۸۰ھ بھی آپ کے ہم عصر ہوئے ہیں۔

ان میں سے آپ کا کسی کے پاس جا کر فیض حاصل کرنا ثابت نہیں۔

فصل دہم

حُلیہ منورہ

سر مبارک | حضرت شیخ سلطان باہو قدس سرہٗ کا سر مبارک متوسط درجہ کا گول، نہ بہت بڑا، نہ چھوٹا تھا۔ آپ اکثر سر منڈا ڈالتے تھے۔

پیشانی مبارک | آپ کی پیشانی مبارک فراخ تھی۔

چشمان مبارک | آپ کی مبارک آنکھیں سیاہ اور سفیدی میں سرخ رگیں بکثرت تھیں۔ بلکہ بسبب جلال مست تھیں۔

ابرو مبارک | آپ کی پلکیں اور بھویں بڑی بڑی موٹی اور چمکدار تھیں۔

بینی مبارک | آپ کی ناک مبارک بہت خوبصورت اور بلند تھی۔

روئے مبارک | آپ کے نورانی اور روشن چہرہ کا رنگ ملیح املح یعنی گندم گوں تھا۔ رخسارے پر گوشت موزوں نہ بالکل گول نہ بالکل لمبوترے، بلکہ متوسط درجہ کے تھے۔ جناب کی ٹھوڑی مبارک نہ بہت لمبی تھی۔ نہ بہت چھوٹی تھی۔ جس سے چہرہ انور بہت خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔

ریش مبارک | آپ کی ریش مبارک گھنی تھی۔ ترسیٹھ سال کی عمر شریف میں داڑھی کو مہندی لگایا کرتے تھے۔ آپ کی داڑھی مبارک کے سارے بال سفید نہ تھے۔ گو ٹھیک معلوم نہیں۔ لیکن اغلب یہ ہے کہ سیاہ بال زیادہ تھے۔

سینہ مبارک | آپ کا سینہ مبارک جو انوار الٰہی کا مصدر تھا۔ فراخ اور خوبصورت تھا۔

بازو مبارک | آپ کے بازو مبارک موٹے اور مضبوط تھے۔

بدن مبارک | آپ کا سارا بدن مبارک ایسا موزون تھا۔ کہ عاشق لوگ آپ کے جمال مبارک پر نگاہ جمائے رکھتے تھے چنانچہ آپ کے دوست عرض کیا کرتے تھے۔

کہ آپ اپنا بدن شریف ڈھانپ کر رکھیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کو نظر لگ جائے۔

مُوئے مُبارک

آپ کے سینہ مبارک پر اور اعضا پر بال تھے۔ لیکن بہت زیادہ نہ تھے بلکہ متوسط درجہ کے تھے۔ جو بہت بھلے معلوم ہوتے تھے۔ آپکے جسم مبارک کا گوشت نہ زیادہ تھا نہ کم۔ جناب کی ہڈیاں گو موٹی تھیں لیکن گوشت میں چھپی ہوئی تھیں۔ آپ کی انگلیاں قد کے مطابق ذرا لمبی تھیں۔

نوٹ: یہ حضرت سُلطان العارفین سُلطان باھُو قدس اللہ سرہ العزیز کا یہ حلیہ مبارک مناقب سلطانی کلاں مصنفہ شیخ المشائخ مولانا و مرشدنا حضرت شیخ سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے۔ جو بالکل صحیح ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے بزرگوں سے آپ کے اس حلیہ مبارک کی پوری تحقیق کی ہے۔ نیز اہلِ مراقبہ اور اہلِ کشف نے بھی آپ کا حلیہ مبارک اسی طرح بیان کیا ہے۔

فصل یازدھم

کرامات

حضرت سُلطان العارفین شیخ سُلطان باھُو قدس اللہ سرہ العزیز کی تمام عمر شریف سیر و سفر اور گمنامی میں گذری ہے۔ آپ آج کل کے دنیا دار مشائخ اور شہرت پسند پیروں کی طرح نہیں تھے۔ بلکہ آپ اپنے آپ کو لوگوں سے ہمیشہ پوشیدہ رکھتے تھے۔ انوار ذات کی کثرت تجلیات کے سبب جب کبھی کسی کرامت کا ظہور ہوتا۔ آپ اس جگہ چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جاتے۔ تاکہ لوگوں کی زیادہ آمد و رفت یادِ حق اور عبادت الٰہی میں خلل انداز نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ظاہری حیات طیبہ میں جن کرامات کا ظہور ہوتا رہا۔ آج ہمیں ان سے بہت کم کا صحیح پتہ چلتا ہے۔ پھر یہ امر بھی قابل فکر ہے کہ آپ کے نزدیک

ظاہری کشف و کرامات کی کوئی وقعت نہ تھی۔ چنانچہ فرماتے ہیں:" اگر برہوا پری مگسی واگر بر آب روی خسی واگر دل مردماں مسخر گردانی اہل ہوسی" یعنی اگر تو ہوا میں اڑ سکتا ہے۔ تو ایک مکھی کے برابر ہے۔ اور اگر پانی پر چل سکتا ہے تو ایک ادنیٰ تنکے کے برابر ہے۔ اور اگر عوام النّاس کو اپنی کرامات کی طرف راغب کر لے۔ اور اُن کے دلوں کو مسخر کر لے تو اہلِ ہوس ہے۔

آپ کی نظر کرم اور توجہ باطنی کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ آپ ایک ہی نگاہ سے جاہل کو عالم اور مردہ دل کو زندہ دل روشن ضمیر اور کامل ولی اللہ بنا دیتے تھے۔ اگر کسی کافر پر آپ کی نظر رحمت پڑ جاتی۔ تو بجز لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ پڑھ لینے کے اُسے کوئی چارہ نہ ہوتا تھا۔ کسی دنیا دار کو نظر بھر کر دیکھتے، تو اسے دلی دنیا میں آباد کر دیتے۔ اور دولت اخروی سے مالا مال کر کے دنیائے جیفہ کا تارک بنا دیتے تھے۔ اگرچہ بعض حالات میں آپ سے ظاہری کرامات کا ظہور بھی ہوتا رہا ہے۔ مگر آپ کی اکثر و بیشتر کرامات کا تعلق باطن سے ہوتا تھا۔ ذیل میں مختصراً آپ کی چند ایک بالکل صحیح کرامات بطور مشتے نمونہ از خروارے نقل کی جا رہی ہیں۔

حضرت سُلطان نوزنگ علیہ الرحمۃ کی فیض یابی کا حال

حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ کا مراقبہ اور غیبی ہرن کا واقعہ

ایک روز بسلسلہ سیر و سیاحت آپ کا گذر علاقہ پنجاب میں دامان کوہ مغربی جبل اسود کی طرف ہوا۔ جہاں آپ نے ایک چھوٹے سے بچے کو چراگاہ میں گائے کے بچھڑے چراتے ہوئے پایا۔ اس بچہ کے فیض ازلی کے حصہ نے آپ کے جذبات کو جنبش دی۔ اور آپ نے اس بچہ کی طرف فیض سے بھری ہوئی نظر اٹھا کر توجہ فرمائی۔ اور ایک ہی نظر سے اسے جذب کر کے مجذوب

Scanned by CamScanner

الی اللہ کر دیا ۔ ؎

آناں کہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشم بما کنند

وہ بچہ اسی مجذوبانہ حالت میں بے اختیار اس نور کے گرد پروانہ وار فدا ہونے لگا جس نور نے ابھی ابھی حضور سلطان العارفین قدس سرہٗ کے وجود مطہر اور آپ کی نظر فیض اثر سے اس کے وجود میں سرایت کر کے اسے منور کر دیا تھا۔

اس بچے کا نام نورنگ عرف کھتران تھا۔ پھر آنحضرت قدس سرہٗ وہاں سے کوہ شمالی مثلاً سون سکیسر وغیرہ کے جنگلوں کی سیر و سیاحت کے لیے روانہ ہو گئے۔ فیض یابی کے بعد اسی وقت سے نورنگ کھتران مذکور بھی آپ کی خدمت میں حاضر رہنے لگے۔

ایک دن شام کے وقت آپ نے سنا کہ کوئی شخص اَلصَّوْمَ الصَّوْمَ اَلشَّھْرُ الصَّوْمَ کی منادی کر رہا ہے۔ یعنی رمضان شریف کا مہینہ آ گیا۔ آپ نے نورنگ کو فرمایا کہ عَلَیْنَا بِالصِّیَامِ ؕ ہم پر رمضان المبارک کا ادب اور تعظیم واجب ہے۔ یہ کہہ کر آپ اسی وقت ان پہاڑوں کے ایک غار میں مراقب ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو گئے۔ اور دریائے وحدت میں اس قدر مستغرق ہوئے۔ کہ ایک دو دن نہیں بلکہ رمضان المبارک کا پورا مہینہ اسی حال میں گزر گیا۔ یہاں تک کہ پھر کسی شخص نے اَلْعِیْدُ اَلْعِیْدُ (عید آ گئی ہے) کی ندا دینی شروع کر دی۔ جب آپ کے گوش مبارک میں یہ آواز پڑی تو حکم الٰہی سے آپ حالت سکر سے صحو میں آئے۔ اور دریافت فرمایا کہ یہ ندا کیسی ہے؟ خادم نے عرض کیا کہ آقا رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہو چکا ہے۔ اور عید آ گئی ہے۔ یہ سنکر آپ نے زار زار رونا شروع کر دیا کہ افسوس ہم فضیلت صیام و سحور و افطار نماز پنجگانہ اور تراویح سے محروم رہے۔ اس کے بعد آپ نے بمعہ اپنے خادم نورنگ کھتران رمضان شریف کے روزوں، نمازوں اور تراویح کی قضا پوری کی۔

غور فرمایئے کہ حضور کو اتباع شریعت نبوی علیہ التحیۃ والثنا کا کس قدر خیال تھا۔

مستغرق بذات موفی الذات ہونے کی وجہ سے آپ فرائض دینی کی ادائیگی نہیں کر سکے مگر حالت صحو میں آنے کے بعد جس چیز کا سب سے پہلے خیال آیا وہ اتباع شریعت نبوی تھی۔ پھر صرف خیال ہی نہیں بلکہ انتہائی افسوس ہوا۔ بارگاہ رب العالمین میں گریہ وزاری کی اور قضا بھی پوری کی۔

پھر آپ وہاں سے سیر و سیاحت کرتے ہوئے۔ ایک زرخیز پہاڑی پر تشریف لے گئے۔ جس کا نام کلر کہار تھا۔

اس پہاڑی کو زرخیز، مقام تنہائی اور پاکیزہ جگہ دیکھ کر آپ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی ذات کے انوار کی تجلیات کے مشاہدات میں مست اور خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ کئی روز گزرنے کے بعد حضور سلطان العارفین قدس سرہٗ کے خادم اور رفیق سفر حضرت سلطان نورنگ کھتران علیہ الرحمۃ جو ابھی منازل سلوک کی انتہا کو نہیں پہنچے تھے۔ اور نہ ہی شیخ سلطان العارفین قدس سرہٗ کے درجات کی کمالیت کو پہنچے تھے۔ الجوع الجوع العطش العطش کی فریاد بلند کرنے لگے۔ یعنی اے شیخ قدس سرہٗ مجھ پر بھوک اور پیاس نے غلبہ پا لیا ہے۔ حضرت سلطان العارفین شیخ سلطان باہو قدس سرہٗ نے مراقبہ سے سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ اے نورنگ ؎

براتِ عاشقاں بر شاخ آہو

آپ کی زبان مبارک سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ فوراً ایک ہرن اپنے سینگوں پر کھانے کا دستر خوان اور پانی سے بھرا آبخورہ لٹکائے آحاضر ہوا۔ آپ نے حضرت سلطان نورنگ علیہ الرحمۃ کو افطار کا حکم فرمایا۔ اور خود بھی افطار فرمایا۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد آبخورہ سے پانی نوش فرمایا وہ مؤکل اور سر الٰہی جو ہرن کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ وہیں وفات پا گیا۔ جب حضرت سلطان نورنگ علیہ الرحمۃ کو حضرت قدس سرہٗ کی توجہات اور صحبت کی برکت سے باطنی علم حاصل ہو گیا۔ اسی حال میں انہوں نے اپنے شیخ یعنی حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہٗ کے فرمائے ہوئے مصرعہ کے اول میں دوسرا مصرعہ تضمین اور ایزاد کیا یعنی ؎

عجب دیدم تماشہ شیخ باہوؒ
براتِ عاشقاں بر شاخ آہو

پھر اس پہاڑ کی چوٹی پر وہیں ان احوال کے جو یان قرب و جوار کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے کرشمہ کے اظہار کی یادگار کے طور پر دو قبریں بنا دیں۔ جو پیر آہو باہو کے نام سے مشہور ہوئیں پھر اسی مقام پر ایک روضہ کی عمارت تعمیر کر دی گئی۔ جو قیامت تک کے لیئے اللہ تعالیٰ کے طالبوں اور عاشقوں کے فیض حاصل کرنے اور زیارت کرنے کی جگہ بنی ہوئی ہے سینکڑوں طالبان خدا وہاں جاتے ہیں۔ اور مجاہدات و چلہ کشی کر کے اپنی منزل مقصود کو پہنچ جاتے ہیں۔

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین نور دیدۂ سُلطان العارفین حضرت شیخ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ حضرت سُلطان العارفین سُلطان باہُو قدس سرہٗ اپنی ساری عمر شریف میں صرف یہی دو مرتبہ حالت سکر طاری ہوئی ہے۔ اس کے بعد کبھی بھی آپ پر حالتِ سکر طاری نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ روایت بالا اسناد پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت ممدوح قدس سرہٗ سے ترکِ مستحب بھی نہیں ہوا۔ (مناقب سُلطانی)

حُسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرمِ لاف تھا
گھر سے وہ خورشید رُو نکلا تو مطلع صاف تھا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ سیر و سیاحت کرتے ہوئے ایک گاؤں میں جا نکلے۔ وہاں ایک بزرگ شیر شاہ صاحب رہائش رکھتے تھے۔ اس شہر کے باہر حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اس وقت حضرت شیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چند طالب مرید لنگر کے لیئے گوبر اور لکڑیاں اکٹھی کرتے ہوئے آپ کے قریب آنکلے۔ ان میں سے ایک طالب نے جب آپ کو دیکھا، تو آپ سے بولنے کی خاطر آپ کے بہت قریب آگیا۔ اور آپ پر سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے جب اس کی طرف دیکھا تو اس کا قلب ذکر اللہ سے جاری ہو گیا۔ اور اس کے بال بال سے اللہ اللہ کی آواز آنے لگی۔ وہ طالب فوراً آپ کے

قدموں پر گر پڑا۔ اور زار زار رونے لگا۔ دوسرے دوسرے طالب نے جب پہلے کی یہ حالت دیکھی تو حقیقت حال معلوم کرنے کے لیئے وہ بھی آنحضرت قدس سرہٗ کے پاس آگیا آپ نے اس کی طرف دیکھا تو اس کی بھی وہی حالت ہو گئی۔ اور قدموں پر گر کر رونے لگا تیسرے طالب نے دُور سے ہی جب اپنے ساتھیوں کی یہ حالت دیکھی تو گھبرا کر واپس بھاگا۔ اور اپنے پیر سید شیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حالات سے آگاہ کیا۔ کہ جناب ایک فقیر باہر فلاں ٹیلے پر بیٹھا ہے آپ کے فلاں فلاں طالب جب اس کے قریب گئے تو خدا جانے اس نے اتنی جلدی میں کیا کچھ کر دیا کہ دونوں اس کے قدموں میں سر رکھے ہوئے زار زار رو رہے ہیں۔ ان کے زور سے بلنے اور ڈھائیں مارنے کی آواز جب میں نے سنی تو میں سخت گھبرا کر آپ کے پاس آگیا چنانچہ شیر شاہ صاحب یہ ماجرا سن کر حالات بچشم خود دیکھنے کے لیئے بمعہ چند طالبوں اور درویشوں کے آپ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپ کے قریب پہنچے تو حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ نے اپنی باطنی توجہ اور رُوحانی طاقت کو پوشیدہ کر لیا۔ حضرت شیر شاہ صاحب نے آپ پر سلام کہا آپ نے انہیں سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد حضرت شیر شاہ صاحب نے حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے درویش! میں مدت سے باطنی طیر سیر کرتا ہوں۔ اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری میں جاتا ہوں۔ لیکن میں نے وہاں تجھے کبھی نہیں دیکھا معلوم ہوتا ہے کہ تو کوئی سفلی عامل یا جادوگر ہے۔ جس کے ذریعے تو نے میرے طالبوں کو مجھ سے جدا کر کے پھنسا لیا ہے۔ پس بہتر یہی ہے کہ تو آج سے اس معاملہ سے باز آجائے۔ ورنہ میں حضور بزم نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے تجھے ایسی سزا دلاؤں گا کہ تجھے چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ اس پر حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ نے فرمایا کہ شاہ صاحب آپ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں رات کو حاضر ہوں۔ اور میں بھی انشاء اللہ العزیز وہاں حاضر ہونے کی کوشش کروں گا۔ اس کے بعد آپ جو چاہیں کریں صبح آپ کی اور ہماری ملاقات اسی جگہ ہو گی۔ اور یہیں فیصلہ بھی ہو گا۔ چنانچہ حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ رات کو اپنے درویشوں سمیت اسی شہر کے اندر رہ پڑے۔ رات کو جب شیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری میں حاضر ہوئے۔ تو تمام حاضرینِ مجلس نبوی کو بغور دیکھنے لگے۔ کہ آیا وہ درویش (یعنی حضرت سلطان باہُو قدس سرہٗ) کہیں نظر آتے ہیں یا نہ۔ آخر ایک ایک اہلِ مجلس کو انہوں نے غور سے دیکھا۔ اور اس نتیجے پر پہنچے کہ وہ بزمِ نبوی میں کہیں بھی نہیں ہیں۔ اور وہ (معاذ اللہ) جھوٹے ہیں۔ صبح ان سے نپٹ لیں گے۔ کہ اتنے میں شاہ صاحب نے ایک شیر خوار معصوم بچہ کو دیکھا حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین مبارک سے نکل کر آپ کی گود میں کھیلنے لگا۔ جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچے کی طرح پیار کیا۔ پھر وہ بچہ باری باری چار یار و اصحاب کبار و حسنین کریمین و حضرت شیخ میراں محی الدین اور جملہ حاضرین انبیاء مرسلین اور اولیائے کاملین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی گود میں کھیلتا رہا۔ اور سب نے اسے پیار کیا۔ چنانچہ وہ بچہ حضرت شیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں بھی آگیا۔ اور انہوں نے بھی اسے پیار کیا۔ اس وقت وہ نوری حضوری بچہ حضرت شیر شاہ صاحب کی داڑھی سے کھیلنے لگا۔ اور کھیلتے ہوئے ان کی داڑھی کے دو بال نکال لیئے جس سے حضرت شیر شاہ صاحب نے درد محسوس کیا لیکن لحاظ اور پاس ادب سے کچھ نہ کہا۔ وہ نوری بچہ پھر اسی طرح تمام حاضرینِ بزمِ نبوی کی گود میں کھیلتے کھیلتے حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں آکر آپ کی آستین میں گھس کر غائب ہو گیا۔

صبح کو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ اسی معین اور وعدہ کیئے ہوئے ٹیلے پر تشریف لائے حضرت شیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی انتظار میں درویشوں سمیت بیٹھ گئے۔ کہ اتنے میں حضرت شیر شاہ صاحب بھی اپنے درویشوں کو ساتھ لے کر غصے اور جوشِ انتقام میں لال پیلے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے پاس آگئے۔ اور آتے ہی غضبناک لہجے میں کہا کہ اے درویش ہم نے رات کو بزمِ نبوی میں تمہارا جائزہ لیا۔ اور تمہیں دیکھتے رہے۔ لیکن تمہاری شکل تک وہاں نظر نہ آئی۔ لہٰذا تم جھوٹے ثابت ہو گئے۔ (معاذ اللہ) اب ہم تمہیں پھر ایک دفعہ موقع دیتے ہیں کہ تم اپنے ان سفلی احوال اور جھوٹے افعال سے تائب ہو جاؤ۔ ورنہ اس کا نتیجہ بہت ہی برا اور عبرتناک ہو گا۔ اس پر حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے فرمایا کہ شاہ صاحب کسی امر واقعہ کی شہادت کیلئے شریعت

میں کتنے گواہ چاہیئیں؟ شاہ صاحب نے جواب دیا دو گواہ۔ اس پر حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے فرمایا یہ تو میری حاضری کے بھی دو شاہد آپ کی ریش مبارک کے دو بال موجود ہیں۔ حضرت شیر شاہ صاحب اپنی داڑھی کے بال دیکھ کر چونک پڑے۔ اور فوراً حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے سامنے ہاتھ باندھ کر معافی کے خواستگار ہوئے ؎

حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرمِ لاف تھا
گھر سے وہ خورشید نکلا تو مطلع صاف تھا

اس کے بعد حضرت شیر شاہ صاحب علیحدگی میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرنے لگے۔ منجملہ ان کے یہ بھی دریافت کیا کہ جناب آپ لوگ بظاہر نہیں بزمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نظر نہیں آتے۔ لیکن اپنے باطنی کمالات اور روحانی طاقت میں ہم سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ سو آپ کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا شاہ صاحب حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی باطن میں نو قسم کی کچہریاں لگتی ہیں۔ سب سے ادنیٰ مجلس وہ ہے جو عالمِ ناسوت میں ہر جگہ منعقد ہوتی ہے۔ جس میں عام اولیاء اللہ جسم نفس کے ساتھ حضرت سرورِ دو جہان صلے اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ نفس کے ارد گرد جمع ہوتے ہیں۔ اور ناسوتی فیض پاتے ہیں۔ اسی طرح قلوب کی کچہری الگ ہے۔ اور ارواح کے دربار علیٰ ہٰذا القیاس علیحدہ علیحدہ منعقد ہوا کرتے ہیں۔ اور ہم عاشقوں اور فنا فی اللہ بقا باللہ فقرا کی خاص کچہری نور کے دریائے ژرف توحید لامکان میں منعقد ہوتی ہے۔ آپ لوگوں کو سوائے اسی ایک بزمِ مقامِ ناسوت کے اور کسی کچہری تک رسائی نہیں۔ اور ہم حضور پُر نور کے ذاتی فقر کے وارث آپ کے ساتھ آپ کی ہر مجلس میں حاضر رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ نو مقام جہاں نو قسم کی کچہریاں منعقد ہوتی ہیں۔ حسب ذیل ہیں۔

اول مقامِ دنیا۔ دوم مقامِ عقبیٰ۔ سوم مقامِ ازل۔ چہارم مقامِ ابد۔ پنجم مقامِ روضۂ حرمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ششم مقامِ بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ۔ ہفتم مقامِ عرشِ عظیم۔ ہشتم مقام دریائے ژرف یعنی بحرِ توحید اور نہم مقام لاہوت لامکان۔ اس کے بعد حضرت شیر شاہ صاحب کو ان کی درخواست پر اپنا خلیفہ بنایا اور مقامِ ادنیٰ سے نکال کر مقامِ اعلیٰ پر سرفراز فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب (بحوالہ مخزن الاسرار)

Scanned by CamScanner

ایک ننھی سی بچی کی فیض یابی کا واقعہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ ڈیرہ غازی خاں کی طرف چند درویشوں کے ہمراہ سفر فرما رہے تھے۔ راستہ میں ایک گاؤں چھپری نامی پر آپ کا گزر ہوا (یہ گاؤں پیر عادل غیاث الدین تیغ بُراں قدس سرہٗ کے روضہ انور کے قریب ہے۔) وہ وقت چاشت کا تھا۔ آپ کے ہمراہی درویشوں نے عرض کی کہ حضرت اگر فرمائیں تو اسی گاؤں میں ٹھہر کر روٹیاں پکا لیں۔ آپ نے اجازت فرما دی۔ اس گاؤں میں ایک عورت درویشوں کی خدمت کیا کرتی تھی۔ آنحضرت قدس سرہٗ اس کے گھر تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے ہمراہی درویش اس عورت کے ساتھ مل کر کھانا پکانے میں مشغول ہوئے۔ اس عورت کی ایک شیر خوار لڑکی پنگھوڑے میں سوتی تھی۔ جاگ کر رونے لگی۔ وہ عورت آنحضرت قدس سرہٗ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی۔ کہ اسے درویش اس بچی کے پنگھوڑے کو ہلا دے۔ تا کہ ذرا چپ رہے۔ آنحضرت قدس سرہٗ اس کے پنگھوڑے کو پکڑ کر ہلانے لگے اور ساتھ ہی اسم اللہ ذات اَللّٰہُ ھُوَ اللّٰہُ ھُوَ کہتے جاتے۔ اس چھوٹی سی بچی کے اسی وقت پنگھوڑے میں مرشد کامل کی توجہ کی تاثیر سے اسم اللہ ذات جاری ہو گیا۔ اور رابعہ ولیہ خدا بن گئی۔ پھر آنحضرت قدس سرہٗ اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ اے عورت اس بچی کے پنگھوڑے کو ہم نے ایسی جنبش دی ہے۔ کہ تا قیامت یہ جنبش ترقی اور زیادتی کرتی رہے گی۔

اس لڑکی کا نام حضرت فاطمہ علیہا الرحمۃ ہے۔ یہ قوم بلوچ مستوئی سے تھیں۔ اور ان کا مقبرہ منورہ قصبہ فتح خاں اور قلعہ گڑانگ کے نزدیک ہے۔ اس مزار پاک پر لاکھوں زائرین اور سینکڑوں طالب اللہ فیض حاصل کرنے کے لیئے جاتے ہیں۔ اور اسرار الٰہی سے مطلع ہوتے ہیں۔ (مناقب سلطانی)

شیخ جنید قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ملاقات

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سلطان العارفین شیخ سلطان باہُو قدس سرہٗ صوبہ ملتان سے متعلق

دریائے راوی کے مشرقی کنارہ پر طلال خاں قوم ڈیرہ کے بسائے ہوئے قصبہ سردار پور میں سیر کرتے ہوئے جا نکلے۔ وہاں شیخ جنید قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی ملاقات ہو گئی۔ شیخ جنید نے آپ کی ضیافت میں درخت جنڈ کا پھل (جسے سنگری کہا جاتا ہے اور جو شکل و صورت میں لمبا اور باریک ہوتا ہے۔) پکانے کا حکم دیا۔ جب درویشوں اور خادموں نے پکا کر دیگ سے باہر نکالا۔ تو وہ پھل اللہ تعالےٰ کے حکم اور حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تصرف سے سیویوں میں تبدیل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے حکم دیا کہ چوہے کی بل سے مٹی (یعنی چوہے کیر) لاؤ۔ اور ان سیویوں پر ڈال دو۔ درویشوں اور خادموں کا آپ کے حکم سے مٹی کا لا کر سیویوں پر ڈالنا ہی تھا کہ وہ فوراً شکر میں تبدیل ہو گئی پھر حضرت سلطان العارفین سلطان باہُو قدس سرہٗ نے درویشوں کو حکم دیا کہ اب کہیں ادھر ادھر سے بارش کا پاک پانی جو زمین پر ٹھہرا رہتا ہے تلاش کرو۔ درویشوں نے تلاش کر کے لا حاضر کیا۔ آپ نے ان سیویوں پر اس پانی کے ڈال دینے کا حکم دیا۔ وہ پانی اللہ تعالےٰ کے حکم سے فوراً گھی بن گیا جسے سیویوں پر ڈال کر ساری مجلس کو کھانا کھلایا گیا۔

حضور سلطان العارفین شیخ سلطان باہُو قدس سرہٗ کی یہ کرامت حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں مفصل مشہور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مناقب سلطانی)

شیخ جنید قریشی علیہ الرحمۃ کے فرزند

شیخ کالُو شاہ علیہ الرحمۃ کا شوقِ زیارت

انہیں شیخ جنید قریشی کے فرزند شیخ کالُو شاہ رحمۃ اللہ علیہما حضرت سلطان العارفین شیخ سلطان باہُو قدس سرہٗ کے معتقد اور مرید تھے۔ ایک مرتبہ جب اپنے شیخ قدس سرہٗ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ تو شور کوٹ شریف میں آئے جب اپنے شیخ سلطان العارفین شیخ سلطان باہُو قدس سرہٗ کے مکان پر آئے۔ تو ہُو کے ذکر کی آواز سنی شیخ کالُو شاہ علیہ الرحمۃ زیارت

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner

ابھی وہ سفید پوش لوٹا ہی تھا کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے آواز دی کہ اے فلاں سید! فلاں ملک سے اس قدر فاصلہ طے کر کے آیا ہے۔ اور سفر کی سختیاں سہی ہیں۔ تو ہم سے ملاقات کیے بغیر کیوں واپس جا رہا ہے؟ یہ سنتے ہی اس سفید پوش کے دل کی کلی کھل گئی۔ اور دل میں کہنے لگا کہ جو کام کا بننا تو اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا اتنا شکر ہے کہ مجھے مردِ خدا تو کامل ملا ہے۔ اسی وقت گھوڑے سے اترا۔ اور حاضرِ خدمت ہو کر دست بستہ اپنا حال زار عرض کیا۔ آپ نے اسے فرمایا کہ تھوڑی دیر میرا ہل چلاؤ میں پیشاب کر لوں۔ اس سید مرد نے ہل چلانا شروع کیا۔ اور آپ پیشاب کرنے کے بعد وہاں آ کھڑے ہوئے۔ اور جس ڈھیلے سے بول کی طہارت کی تھی۔ فارغ ہو کر اسی کھیت جس میں ہل چلا رہے تھے۔ دے مارا جس کے مارتے ہی اس کھیت کے ڈھیلے اور مٹی سونا بن گئے۔ آپ نے اس سفید پوش سید کو فرمایا کہ اپنی حاجت، کے مطابق یہاں سے سونا اٹھا لو۔ اس نے گھوڑے اور ساتھیوں کو خالص سونے سے لاد لیا۔ اور گھر واپس لوٹ آیا۔

اور یہ ہندی شعر اسی سفید پوش سید کا ہے

نظر جنہاں دی کیمیا ہووے سونا کر دے وٹ
ذاتاں دتیاں رب دیاں کیا سید کیا جٹ

آپ کی یہ کرامت بہت مشہور ہے۔ اور اس کی صحت میں بالکل شک نہیں۔ اس واقعہ سے صدیوں بعد تک سینکڑوں اشخاص نے اس سونا کو دیکھا ہے۔ بلکہ میرے جدِ بزرگوار حضرت مولانا مولوی غلام حیدر صاحب خوشنویس رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت قبلہ عالم حاجی سلطان نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین کی خدمت پاک میں دربار مقدس و معلّٰی پر حاضر رہتے تھے۔ تو انہوں نے بھی اُس خاندان کی عورتوں کے پاس (جب وہ دربار شریف پر زیارت کے لیئے آئیں) اس سونے کے زیورات اپنی آنکھوں دیکھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ زیورات موجودہ بازاری سونے کے زیورات سے زیادہ خوش رنگ، اصلی، اور ان سے زیادہ چمکدار تھے۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے جو اس سفید پوش سید کا نام لے کر پکارا اس

کی وجہ یہ ہے کہ اولیائے اللہ جب حاجتمندوں اور محتاجوں پر فیض کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایسا کرنے سے کم یقین آدمیوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ اور ان میں ایک گونا اعتقاد پیدا کرتے ہیں۔ اور پھر انہیں بامراد کرتے ہیں۔ جب اولیاء اللہ کو حکم ہوتا ہے کہ تم عوام کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ۔ یا فیض پہنچاؤ۔ تو وہ ان کی اعتقاد بخشی کی ضرورت کے مطابق ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کر کے انہیں فیض پہنچاتے ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنا سنتِ نبوی ہے۔ ورنہ جو لوگ ہر وقت دیدارِ الٰہی کے مست ہیں۔ اور دریائے وحدت میں مستغرق ہیں۔ انہیں کیا ضرورت ہے۔ کہ وہ عوام پر اپنا آپ ظاہر کریں۔ اور انہیں کشف و کرامات دکھائیں۔ پس محض خلقت کو حق کی طرف بلانے کے لیئے غافل اور سنگدلوں کو اپنی توجہ کے مقناطیس سے اپنی طرف کھینچ کر توجہ کے سنگِ پارس اور نظر کی اکسیر سے ان کے وجود کے لوہے کو خالص سونا بناتے ہیں۔ یا ان کے قالبوں اور معاد کی قابلیت اور ان کی طلب کی استعداد کے موافق انہیں مطالب تک پہنچاتے ہیں۔ اور محض اسی ضرورت کے واسطے حکمِ الٰہی کے موافق محویت فی اللہ اور سیر فی الذات جیسے عالی مقامات سے نزول فرما کر اور مجبوراً "اِنَّ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَآئِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ" کے برقع سے نکل کر خلق اللہ کو فیض پہنچاتے ہیں۔ ورنہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی ارواح مقدسہ اور ان کی ذات منبع فیوضات کو کیا ضرورت کہ دیدارِ خدا کے شوق اور دریائے وحدتِ الٰہی کے استغراق جیسے عالی مقامات سے نزول فرمائیں۔

(مناقب سلطانی)

باب سوم

فصل اوّل

حضورؒ کے والد ماجد سُلطان بازید محمد قدس سرہٗ کی وفات اور انکا مزار پاک

حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ کے والد ماجد جن کا اسم گرامی سُلطان بازید محمد قدس سرہٗ تھا۔ خاص شہر شور کوٹ میں فوت ہوئے۔ اس وقت حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ ابھی بچہ ہی تھے۔ حضرت شیخ سُلطان بازید محمد قدس سرہٗ حافظِ قران اور قاری تھے۔ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن شریف حضرت شیخ طلحہ علیہ الرحمۃ کی اولاد کے پاس موجود تھا۔ (شاید اب بھی ہو) سُلطان الاصفیا حضرت شیخ سُلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف "مناقب سلطانی" میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ شیخ طلحہ علیہ الرحمۃ کی اولاد کے پاس آنحضرت قدس سرہٗ کے دستِ مبارک سے لکھے ہوئے قرآن کریم کی زیارت میں نے خود اپنی آنکھوں سے کی ہے۔ اس قرآن حکیم پر وقوف غفران وقوف کفران اور مقاماتِ سکتہ وغیرہ کے جو قوانین اور قواعد آپ نے ملحوظ رکھے ہیں۔ وہ اعلیٰ درجہ کے قاری اور حافظ کے سوا کوئی نہیں رکھ سکتا۔ حضرت سُلطان بازید محمد قدس سرہٗ کا مزار پاک اسی شہر شور کوٹ میں مغرب کی طرف حضرت شیخ طلحہ علیہ الرحمۃ کے مزار پاک کے پاس ہے۔

حضورؒ کی والدہ ماجدہ بی بی راستی قدس سرہا کی وفات اور اُن کا مزار پاک

حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ جن کا اسم مبارک بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا تھا۔ اپنے خاوند حضرت سُلطان بازید محمد قدس سرہٗ کی وفات کے بعد کافی عرصہ

تک زندہ رہیں۔ چنانچہ جس وقت حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ حضرت شیخ سید عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے۔ تو اس وقت بھی آپ کی والدہ ماجدہ بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا زندہ تھیں۔ اس وقت حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ کی عمر شریف چالیس برس کی تھی۔ آپ اپنی والدہ ماجدہ بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کے متعلق اپنی تصانیف میں فرماتے ہیں ؎

رحمت حق بر روان راستی ۔۔۔ راستی از راستی آراستی

مائی صاحبہ بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کے مزار پاک میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ آپ کی قبر انور ملتان کے گرد و نواح میں شہر بوستان اور لطف آباد کے نزدیک بی بی پور سید صاحبان کے قبرستان میں ہے۔ جہاں اس وقت موضع بوسن سلطنتِ دہلی کی طرف سے حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ کے لنگر کی مدد معاش کے لیئے بطور جاگیر ملا ہوا تھا۔ اور متعلقین کا گذارہ بھی اسی پر تھا۔ لیکن اکثر کہتے ہیں کہ آپنے بھی اسی شہر شور کوٹ میں وفات پائی۔ اور اپنے خاوند حضرت سُلطان بازید محمد قدس سرہٗ کے مزار پاک کے قریب ہی مدفون ہوئیں۔ یہ دونوں مزارات محل شریف کے اندر ہیں۔ مشرق کی طرف مائی صاحبہ کی قبر مبارک اور مغرب کی طرف حضرت سُلطان بازید محمد قدس سرہٗ کا مزار انور ہے۔ تلاوت قرآن پاک فاتحہ خوانی اور حصول برکات کے لیئے عورتیں مائی صاحبہ کے مزار پر اور مرد حضرت سلطان بازید محمد قدس سرہٗ کے مزار پاک کے قریب بیٹھتے ہیں۔ شروع شروع میں یہ مزارات کچے تھے۔ اب بمعہ محل شریف پختہ بنا دیئے گئے ہیں۔ محل شریف کی عمارت بڑی خوبصورت اور قابل دید ہے۔ پاس ہی ایک پختہ وسیع نئی مسجد تعمیر کی گئی ہے۔

یہاں سے کچھ دور مغرب کی طرف ایک عالی شان مسجد اور زائرین کے لیئے بڑا وسیع دو منزلہ مسافر خانہ ہے۔ جو کئی کروں پر مشتمل ہے۔ شور شریف کے راستے دربار شریف جانے والے مسافر رات یہیں ٹھہرتے ہیں۔

فصل دوم

حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ کی وفات اور آپکے مزار پاک کا بیان

شاہباز لامکان و تزور یائے ملکوت ہمائے اوج لاہوت شیخ المشائخ مولانا و مرشدنا سُلطان العارفین حضرت شیخ سُلطان باھُو قدس سرہٗ ۶۳ سال کی عمر شریف میں یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ ہجری المقدس جمعہ کی رات تین پہر گزرے اس جہان فانی سے کوچ کرکے دارِ جاودانی میں جوارِ حق میں پہنچے ۔

اوّل جمادی الثانی شب جمعہ بد سہ پاس	شد وصل بیخ شیخ باھُو فرخندہ نام را
شہباز اوج وحدت بالا پرید فقط!	این ہست سال رحلت عالی مقام را
ابدی غلام باھو این نیز وصل دوست	یارب کنند توجہ سلطان غلام را

غرّہ شہر جمادی الثانی!	بدّ شب جمعہ وقت نورانی
قربِ حق شد نصیب باھُو را	قدّس اللہ سرّہٗ ابداً
از سر ہر سہ مصرعہ حرف گزیں	تا ز تاریخ او شود بالیقیں!

کاشفِ اسرارالحق اہل دیں ۱۱۰۲	گشت تاریخ وصالش بالیقیں

آنحضرت قدس سرہٗ کا پہلا مزار پاک

آپ کا جنازہ ملتان کے پرگنوں میں پرگنہ شور کوٹ کے متعلق موضع قہرگان کے ایک قلعہ

میں جو پکی اینٹوں کا بنا ہوا تھا۔ دفن کیا گیا۔ یہ گاؤں خلیفہ ہند شاہ جہان بادشاہ وقت نے آپکے والد بزرگوار حضرت شیخ سُلطان بازید محمد قدس سرہٗ کو کئی ہزار بگیھہ زمین اور کنوؤں سمیت بطور وجہ معاش اور مدد لنگر کے لیئے انعام دیا ہوا تھا۔ جس پر کسی قسم کا محصول یا خراج نہیں تھا۔ یہ گاؤں خاص بادشاہ کی ملکیت تھا۔ حضرت سُلطان العارفین شیخ سُلطان باھُو قدس سرہٗ کا پہلا مزار مقدس اس قلعہ کے اندر بنایا گیا چنانچہ آپ نے قلعہ قہرگان والے مقبرہ مقدسہ میں جو آپ کا پہلا مزار انور تھا۔ ستتر برس آرام فرمایا۔ اس کے بعد یہ قلعہ ۱۱۸۰ھ میں جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ لاہوری کے قبضے میں آیا۔ جو کہ ملتان کے منتظم تھے۔ حضرت شیخ سلطان محمد حسین قدس سرہٗ جو حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ کے پوتے اور حضرت شیخ سُلطان ولی محمد قدس سرہٗ سجادہ نشین اوّل کے فرزند ارجمند اور خود حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ کے دوسرے سجادہ نشین تھے۔ اپنے متقی پن کے سبب مذکورہ بالا سکھوں کے عمل سے واقف ہو کر اپنے وطن سے ہجرت فرما گئے۔

آنحضرت قدس سرہٗ کا دوسرا مزار پاک

اب خانقاہ مقدس میں صرف چند ایک فقیر اور خلیفے رہتے تھے۔ اتفاقاً دریا قلعہ تک آپہنچا اور اسے گرا دیا پھر قبروں تک جا پہنچا۔ خلیفوں اور فقیروں نے باقی مزارات کے صندوق تو نکال لیئے۔ مگر حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ کا مزار انور بدستور رہا۔ آپ کا صندوق بڑی تلاش اور جستجو کرنے کے بعد بھی نہ مل سکا۔ فقیر اور خلیفے ناامید ہو کر رونے لگے۔ اور فریاد کرنے لگے۔ کہ یا حضرت آپ کے مزار انور سے آپ کا صندوق نہیں مل رہا۔ اور دریا بھی بالکل قریب آچکا ہے اس صورت میں آپ کے یہ غلام پریشان اور پراگندہ ہو جائیں گے۔ پس خلیفوں اور فقیروں کو حضور سے ارشاد ہوا کہ تم سب مطمئن رہو۔ ہم ضرور باہر نکلیں گے۔ مگر جو شخص ہمارے جسم کو چھونے کے لائق اور قابل ہے وہ کل صبح یہاں آئے گا۔ وہی آکر ہمارا صندوق نکالے گا۔ اور اس عرصہ میں دریا غلبہ نہیں کریگا۔ دریشول

کو اس اشارے سے تسلی ہوئی۔ اور حکمت غیبی کے ظہور کا انتظار کرنے لگے جب مقررہ وقت آیا تو ایک سبز پوش برقعہ دار شخص ظاہر ہوا۔ اس نے اپنے چہرہ پر سے نقاب نہ اٹھایا۔ اور آتے ہی اس مٹی سے جو طلبیوں اور فقیروں نے کھود رکھی تھی۔ بلا تامل حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کا صندوق نکال لیا۔ یہ دیکھ کر ہزارہا لوگ دہاں جمع ہو گئے۔ انہوں نے آپ کی زیارت کی۔ دیکھا تو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ بدستور سوئے ہوئے تھے۔ اور آپ کی ریش مبارک سے غسل کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ جب صندوق کھولا گیا تو میلوں تک خوشبو پھیل گئی۔ اکثر حاضرین کو جذبہ اور وجد ہو گیا۔ اللہ اللہ کتنے ہی خوش نصیب تھے وہ لوگ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے آنحضرت قدس سرہٗ کی زیارت کی۔ بلا تامل ماننا پڑتا ہے کہ آپ کی زیارت سے بہت سے طالبان حق کی منازل طے ہو گئی ہونگی۔ اور بہت سے دنیادار دین دار اور شقی متقی بن گئے ہونگے کیونکہ آج پورے تین سو سال کے بعد آپ کے تیسرے مزار انور کی زیارت سے اس قسم کے ہزاروں واقعات کا ظہور اس امر کا واضح ثبوت ہے۔ آپ کا صندوق مبارک ملنے کے بعد حاضرین کو سخت تردد ہوا کہ اب آپکا صندوق مبارک دفن کس جگہ کیا جائے۔ کیونکہ دریا کی غربی جانب سب جنگل اور مویشیوں کی چراگاہ تھی اس حالت سے پہلے پیپل والے کنوئیں پر ایک بڑی حویلی کی چار دیواری بنی ہوئی تھی جس کے متعلق مشہور تھا کہ جو شخص اس حویلی میں قدم رکھے بیہوش ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مال مویشی بھی اس میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔ لوگ خوفزدہ ہو کر اس کنوئیں کو ویران کر کے چھوڑ گئے تھے مال مویشی چرانے والوں نے اس میدان کو جو تقریباً دو مربع گز تھا۔ صاف کر کے اسکے اردگرد کانٹوں کی لسواڑ باندھی ہوئی تھی۔ تاکہ اس کے اندر داخل ہو کر جانوروں کو نقصان نہ پہنچے وہ مکان اور حویلی بالکل پاک تھی۔ آنحضرت قدس سرہٗ کے ارشاد کے مطابق آپکو اس چار دیواری کے اندر دفن کیا گیا۔ اور آپ کا صندوق مبارک سطح زمین سے اوپر رکھ کر اردگرد پختہ اینٹوں سے مزار انور بنا دیا گیا۔ زمین نے صندوق مبارک کو اپنے سر آنکھوں پر رکھ کر بوسہ دیا۔ سلام کیا اور اس شرف سے مشرف ہوئی۔ یہ مزار اور مقبرہ مقدسہ ۱۱۸۰ھ میں تعمیر ہوا۔ اور ایک سو ستر سال تک مرجع خواص و عوام رہا۔ اور ہزارہا مخلوق خدا ظاہری و باطنی فیضان سے بہرہ یاب ہوتی رہی۔ آپکی بعض اولاد خصوصاً سجادہ نشین حضرات جو بسبب ظلم جھنڈا سنگھ و گنڈا سنگھ اطراف و جوانب ہجرت کر گئے تھے آپکا صندوق مبارک یہاں دفن ہونے کے بعد دربار مقدس ومسلے پر تشریف لا کر قیام پذیر ہو گئے۔

آنحضرت قدس سرہٗ کا تیسرا (یعنی موجودہ) مزار پاک

ایک سو ستاون[۱۵۷] برس گزرنے کے بعد حسب پیشگوئی حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ دریا بھی دربار مقدس ومسلے کے قریب آ پہنچا۔ یہ واقعہ ۱۳۳۶ھ کا ہے اور یہ زمانہ سلطان الاولیاء شیخ الاصفیاء حضرت شیخ حاجی سلطان نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی کا زمانہ تھا۔ حضرت شیخ حاجی سلطان نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلطان الوقت حضرت قبلہ حاجی سلطان غلام جیلانی صاحب مدظلہ العالی (موجودہ سجادہ نشین) کے جد امجد یعنی دادا پاک تھے۔ چنانچہ آپ کے حکم سے فقیر بوقت سخت بردی دریا کے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کا صندوق مبارک محل شریف سے نکالنے لگے۔ آپ کے ساتھ آپ کی اولاد پاک کے جتنے مزارات تھے۔ تمام مزارات کے صندوق مبارک بجنسہٖ ملتے گئے۔ مگر حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے مزار انور سے صندوق مبارک بعد کوشش اور بعد از کمال جستجو کے بھی نہ مل سکا جس سے تمام حاضرین کو سخت پریشانی ہوئی۔ یوں تو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کا ارشاد گرامی ہے ؎

باھُو گم قبر گم جثہ گم نام و نشاں　　جثہ را با خود برد در لامکاں

مگر چونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے محض مخلوق خدا کی راہنمائی کے لیئے پیدا فرمایا ہے۔ اور ہر ایک کافر او مومن بے نصیب اور بانصیب زندہ اور مردہ کے لیئے فیاض زماں بنا کر بھیجا ہے۔ اور اس نازک دور میں دینی خدمات سرانجام دینے اور مخلوق خدا کی رہنمائی کے لیئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ اور صحیح جانشین مقرر فرمایا ہے۔ اس لیئے انہوں نے لازمی ظہور فرمانا تھا۔ اور اس وقت کی پوشیدگی میں کوئی مصلحت تھی چنانچہ آپنے رات کو خواب میں اپنی زیارت سے مشرف فرما کر اس بے چینی کو دور کر دیا۔ اور اسی مقام سے صبح کو زمین کھودنے کا حکم فرمایا۔ دوسرے روز اسی مقام سے علی الصبح زمین کھودنے پر صندوق کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ ابھی تھوڑی سی مٹی ہٹائی گئی۔ تو خوشبو کے حلقے آنے شروع ہو گئے۔ اس خوشبو کی مثل دنیا میں نہیں ملتی تھی۔ آپ کا صندوق تو مل گیا۔ مگر کثرت خوشبو کے سبب اب وہاں ٹھہرنا محال ہو چکا تھا قبر شریف

Scanned by CamScanner

کے اندر کوئی شخص پورے پندرہ منٹ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ بمشکل صندوق باہر نکالنے کا کام سرانجام دیا گیا۔ اس خوشبو کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ اس کام میں شریک ہونے والے لوگوں کے لباس چھیتھڑے پھٹ گئے۔ مگر خوشبو ان میں جوں کی توں باقی رہی۔ اس کے علاوہ بھی اس موقعہ پر متعدد کرامات معنوی کا ظہور ہوا۔ جو بسبب طوالت مضمون درج نہیں کی جا رہیں۔ آپ کا صندوق مبارک ۱۳۳۶ھ کو ماہ محرم میں دس تاریخ سے پہلے پہلے نکال کر دیں محفوظ رکھا گیا اور پھر بموجب حکم حضور سجادہ نشین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جو باطن میں خود حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کا ارشاد تھا) اس دربار شریف سے شمال مغربی گوشہ میں ایک میل کے فاصلہ پر محل شریف کی تعمیر شروع کی گئی۔ اور چھ ماہ کے عرصہ میں یہاں پر محل شریف، مسجد شریف اور ارد گرد کے جو متعدد حجرات موجود ہیں۔ تیار ہو گئے۔ اس محل شریف میں آپ کا صندوق مبارک بروز جمعہ دفن کیا گیا۔ یہ تمام کام قطب دوران حضرت شیخ محمد امیر سلطان علیہ الرحمۃ والغفران سجادہ نشین جو قبلہ عالم مرشدی و مولائی حضرت محمد حبیب سلطان رحمۃ اللہ علیہ (سابق) سجادہ نشین اور حضرت قبلہ حاجی سلطان غلام جیلانی صاحب مدظلہ العالی موجودہ سجادہ نشین کے والد بزرگوار اور اس وقت کے سجادہ نشین سلطان الاولیاء شیخ الاصفیاء حضرت حاجی سلطان نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے) کے سپرد کیا گیا۔ اور انہوں نے ہی بخیر و عافیت سرانجام دیا۔ چنانچہ مسجد اور محل شریف کے صحن سے جنوبی جانب اترنے والی سیڑھیوں کے سامنے حضور سجادہ نشین مدظلہ کے بنگلہ کی طرف جانے والے دروازے پر تحریر کیا ہوا یہ شعر اکثر زائرین کی نظر سے گزرتا ہوگا ؎

بانیٔ دربارِ عالی شد امیر رحمۃ اللہ علیہ
حسبِ فرمان شاہ سلطان بے نظیر قدس سرہ

فصل سوم

موجودہ دربار شریف کا نقشہ

موجودہ دربار شریف (مزار شریف) ایسی جگہ واقع ہے جس کے چاروں طرف اچھی خاصی آبادی ہے۔

یہاں سے دو میل کے فاصلہ پر پرانی قسم کا بنا ہوا شہر گڑھ مہاراجہ ہے جنوب کی طرف احمد پور، مشرق کی طرف دریائے جہلم اور چناب کو عبور کر کے شہر شور کوٹ شریف اور مغرب کی طرف ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر مظفر گڑھ روڈ گزرتی ہے۔ آج کل دربار شریف جانے والے زائرین کو بڑی سہولت ہے۔ کیونکہ دربار شریف تک پختہ سڑک بنی ہوئی ہے۔ اور اب احمد پور سیال اور گڑھ مہاراجہ دونوں طرف سے آنیوالے زائرین رات دن میں جب چاہیں۔ خاص دربار شریف پہنچ کر بس سے اترتے ہیں۔

(محل شریف جس کے اندر حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کا مزار انور اور آپ کی اولاد پاک کے کئی مزارات ہیں) اور مسجد سطح زمین سے تین چار فٹ بلند ہیں۔ دونوں کی سامنے والی دیوار اور صحن مشترکہ ہے۔ صحن اتنا وسیع ہے۔ کہ بیک وقت یہاں پانچ چھ ہزار آدمی باجماعت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کے صحن سے متصل مشرق کی طرف وضو کرنے کے لیئے بہت بڑا حوض ہے۔ جس میں ہر وقت موٹر اور کنوئیں کا تازہ پانی پہنچتا رہتا ہے۔ مسجد کے اندر سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔ اور سامنے کی دیوار پر اعلیٰ قسم کی شیشے کی ٹکڑیاں۔ حضرت صاحب نے تو تمام صحن میں سنگ مرمر لگوانے کا ارادہ فرمایا تھا۔ مگر حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کی طرف سے اجازت نہ ملی۔ کیونکہ اس طرح زائرین کو گرمیوں میں سخت تکلیف کا اندیشہ تھا۔ یہ علاقہ ملتان کا علاقہ ہے۔ اور ملتان میں گرمی کی شدت مشہور ہے۔ اب بھی گرمیوں میں صحن کی پختہ اینٹوں کی تپش کا یہ عالم ہوتا ہے۔ کہ دو قدم چلنے میں پاؤں جلنے لگتے ہیں۔ یہاں کے رہنے والے کئی لوگ مسجد کے صحن میں چلنے کے لیئے لکڑی کی پاک کھڑیاں استعمال کر کرتے ہیں۔ محل شریف کے اندر جانے کے لیئے دو دروازے ہیں۔ ایک مشرقی جانب اور دوسرا مغربی جانب مشرقی جانب سے داخل ہوتے وقت دروازہ کے قریب دائیں ہاتھ پہلا مزار پاک سلطان الاولیاء شیخ الاصفیاء حضرت شیخ حاجی سلطان نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور دوسرا مزار پاک مرشدی و مولائی قبلہ عالم حضرت شیخ محمد حبیب سلطان رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور مغربی جانب سے داخل ہوتے وقت دروازہ کے قریب بائیں ہاتھ قطب دوران غوث زمان حضرت شیخ محمد امیر سلطان علیہ الرحمۃ والغفران اور نور دیدہ سلطان العارفین حضرت صاحبزادہ منظور سلطان رحمۃ اللہ علیہ دونوں کے مزارات ساتھ ساتھ ہیں۔ سلطان العارفین برہان الواصلین قطب الکاملین دُرِّ دریائے ملکوت ہمائے اوج لاہوت حضرت شیخ سلطان باہو قدس سرہ کا مزار مقدس

محل شریف کے اندر بالکل درمیان میں ہے۔ آپکے مزار انور کے اوپر عمدہ کپڑے کا غلاف اور اردگرد لکڑی کا بنا ہوا بہت بڑا پلنگ ہے۔ آپ کے دائیں اور بائیں پہلو میں یعنی مشرقی اور مغربی جانب آپکی اولاد پاک کے چھ چھ مزارات ہیں۔ اس طرح محل شریف کے اندر کے مزارات کی تعداد بمعہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کے مزار انور کے تیرہ ہے۔ محل شریف کے گرد طالبانِ حق شب و روز خفی و جلی ذکر کرتے رہتے ہیں۔ ظاہری طور پر بھی محل شریف اور مسجد کی عمارت بڑی خوبصورت ہے جس کا شمار دنیا کی عظیم الشان عمارتوں میں ہوتا ہے۔ اس کے نچلے حصے پر سنگِ مرمر اور ولایتی شیشہ نما رنگدار لکڑی کا جڑاؤ کیا گیا ہے۔ بالائی حصہ اور مینار رنگارنگ کی کانسی سے مزین ہیں دور سے گزرنے والا مسافر بھی نزدیک جاکر دیکھنے کے لیئے بےچین ہو جاتا ہے۔ پھر تاثیر اتنی ہے کہ بیرونی حصہ پر نظر پڑتے ہی سخت سے سخت دل آدمی کی زبان پر بھی ذکرِ حق جاری ہو جاتا ہے۔

محل شریف کے چاروں طرف بیسیوں پختہ حجرے بنائے گئے ہیں۔ نچلی سطح پر مسجد سے متصل جانب شمال حضرت قبلہ سلطان نور الحسن رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے۔ پختہ حجروں کے اندر اور باہر مغرب کی طرف جنوبی اور شمالی جانب حضرت سلطان العارفین قدس سرہ سے فیض یافتہ خلفاء کے متعدد مزارات ہیں۔ جن میں پیر لال شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میاں جمعہ شاہ صاحب اور پیر زمان شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما جیسے بزرگ شامل ہیں۔

جنوب کی طرف لنگر خانہ ہے۔ جہاں سے عرس پاک کے دس دنوں میں لاکھوں اور باقی سارا سال ہر روز ہزاروں زائرین کو کھانا تقسیم کیا جاتا ہے۔ لنگر خانہ کے ساتھ ہی سلطان الوقت الحاج حضرت قبلہ سلطان غلام جیلانی صاحب مدظلہ العالی کا نورانی بنگلہ ہے۔ عرس پاک کے دنوں میں آپ بعض اوقات یہاں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

پختہ حجروں کے باہر جو سفید زمین پڑی ہوئی تھی۔ اب اس میں بھی ہر طرف حجرے تعمیر ہو چکے ہیں۔ چنانچہ عرس پاک کے موقعہ پر یہاں لاکھوں آدمی ڈیرے ڈالے رکھتے ہیں۔ بعض زائرین نے جو ہر سال آستانہ عالیہ کی زیارت کے لیئے حاضر ہوتے ہیں۔ اپنے طور پر بھی کچے اور پختہ دونوں قسم کے حجرے تعمیر کر رکھے ہیں۔ دربار شریف کے چاروں طرف وسیع زمین چھوڑ کر بہت بڑا حفاظتی بند بنا ہوا ہے۔ مشرقی بند کے ساتھ ہی پختہ سڑک گزرتی ہے۔ جہاں اب مستقل بسوں کا اڈا بن گیا ہے۔

ملفوظاتِ سلطانی

۱ — درویش کے لیئے ضروری ہے کہ لقمہ کھاتے وقت حاضر الوقت ہو۔ کیونکہ قالب انسانی کی زمین میں لقمہ بمنزلہ بیج کے ہے جب غفلت سے بویا جائیگا تو جمعیت حاصل نہ ہوگی۔ خواہ وہ لقمہ حلال ہی کیوں نہ ہو۔

۲ — اے بوالہوس! دنیاوی راحت بجلی کی چمک کی طرح بے ثبات ہے۔ اور اس کی محبت بادل کی تاریکی کی طرح بے بقا ہے۔ نہ اس کی نعمتوں کے فوائد سے الفت کرنی چاہیئے۔ اور نہ اس کے رنج کی سختیوں کا غم کرنا چاہیئے عقلمند وہی ہے جو عداوت سے بچے لیکن پرہیز قوت اور شوکت دشمن سے زیادہ ہو۔ بہادروں کی بہادری اور دلیری لڑائی کے دن معلوم ہوتی ہے۔ اور امینوں کی دیانتداری لین دین کے دن۔ عورت اور بال بچے کی وفاداری تنگدستی کے دن اور دوستوں کی حقیقت بدبختی کے وقت۔

۳ — اے عقلمند عزیز! ذرا گورستان میں اہل قبور کی طرف نگاہ کر۔ ان کے احوال سے واقف ہو۔ تجھے بھی چند روز بعد یہیں آنا ہوگا۔ اس لیئے تو معرفت و وصال الٰہی حاصل کرلے۔ کیونکہ وقت ایک کاٹنے والی تلوار کی طرح ہے۔ اس چند روزہ زندگی کو غنیمت جان۔ اگر تو اس سے مستفید ہوگا تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ تو نفسانی ہے۔ اور جو نفسانی ہے۔ آخر اسے فنا ہے۔

۴ — اے درویش! درویش کا راز خاموشی ہے۔ جو حق کے سوا کہتا ہے۔ وہ عمدہ بات نہیں کرتا۔ اور جو حق ہے وہ عبارت میں نہیں سما سکتا۔

۵ — صاحب دانش و عقل کل وہ شخص ہے جو پہلے نفس کی مصیبتوں کو پہچانے۔ اور ان کا پہچاننا نفس کے خلاف ہے اور نفس کے خلاف چلنا محض اللہ تعالیٰ کے لیئے پرہیزگاری کرنا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے معزز وہی ہے۔ جو تم میں سب سے بڑھ کر پرہیزگار ہو۔

۶ — پرہیزگاری کا بڑا اصول نفس کو خواہشات سے روکنا ہے۔ قولہ تعالیٰ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى۔ "جس نے نفس کو خواہشات سے روکا۔ پس اس کا ٹھکانا جنت ہے"۔ جو نفس خواہشات سے رک جاتا ہے۔ وہ بالکل مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ اور اسے تزکیہ و تصفیہ حاصل ہو جاتا ہے۔ حدیث: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا۔ اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔

۷ — نفس کی شناخت توفیق الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور رب کی شناخت نور معرفت اور

رستہ کی صفائی اور روشنی ہے۔

۸ — خفیہ ذکر کی دو علامتیں ہوا کرتی ہیں ظاہر میں سبز زمین اور باطن میں سیر قلبی۔

۹ — جو شخص فقر میں قدم رکھتا ہے۔ اس کے لیئے ضروری ہے کہ پہلے اپنے آپ کو علم ظاہری و باطنی میں آزمالے کیونکہ اگر جاہل آدمی فقر شروع کرے گا تو آخر کار وہ مجنون و پریشان ہو کر رجعت کھا کر دیوانہ اور کافر بن جائے گا۔ اور اس کا دل سلب کر لیا جائے گا۔

۱۰ — تجھے معلوم ہے کہ بعض فقیر تو کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ انہیں گنج عنایت اور تمام جہان کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ لیکن بعض فقیر بے حمیت ہوتے ہیں جو روٹی کے ٹکڑے کی خاطر مارے مارے پھرتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کو فقیر مفلس بھی پڑھتے ہیں۔ اور فقیر غنی بھی اسم اللہ میں کوئی فرق نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک تو مفلس ہی رہتا ہے۔ اور دوسرا غنی ہو جاتا ہے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جو شخص اسم اللہ ذات کی عزت و عظمت اور قدر جانتا ہے۔ اسے اسم اللہ ذات عزت عظمت اور قدر کے مرتبے پر پہنچاتا ہے۔ اور جو اس کی عزت نہیں کرتا۔ وہ فقر و فاقے میں مبتلا رہتا ہے۔ علما کا علم کی وجہ سے یہی حال ہوتا ہے۔ جو حقیقی عالم ہے اسے ہر طرح کی توفیق حاصل ہے۔

۱۱ — فقیر کی نگاہوں میں اہل دنیا مفلس ہیں۔ اور اہل دنیا کی نظروں میں فقیر مفلس ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ فقیر کو گو سارے دنیاوی خزانوں کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ لیکن وہ غنایت کی وجہ سے ان کی طرف نگاہ نہیں کرتا۔

۱۲ — وہ لوگ سخت بیوقوف ہیں۔ جو باوجود عزت اور قرب الٰہی سے محروم ہونے کے طالبی اور مرشدی کرتے ہیں۔ ایسے طالب و مرشد دونوں دکاندار ہوتے ہیں۔

۱۳ — کیمیا نظر اسے کہتے ہیں جو مردہ دل کو ذکر الٰہی سے زندہ کرے اور نفس کو مار ڈالے اور فنا فی اللہ کرے۔

۱۴ — زندہ دل اسے کہتے ہیں کہ مرنے پر بھی اس کا دل ذکر الٰہی سے جنبش کرے۔ اور تجلیات ذکر الٰہی سے کھلم کھلا اللہ اللہ کہے۔ اور عام لوگ اللہ اللہ سنیں۔

۱۵ — لائق ارشاد وہ مرشد ہے کہ اگر طالب سے صغیرہ یا کبیرہ گناہ وقوع میں آئے تو اسی دم باطن میں غوطہ لگا کر مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا گناہ بخشوائے۔

۱۶ — یا یوں سمجھو کہ مرشد کامل آفتاب کی طرح ہے۔ اور طالب ذرے کی طرح۔ نہ آفتاب ذرے سے جدا ہوتا ہے۔ نہ ذرہ آفتاب سے۔ جو مرشد اسی طرح پر فنا فی اللہ اور نور الہدیٰ ہو۔ وہ قال سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ خواب و بیداری میں قرب، مشاہدہ وصال سے تعلق رکھتا ہے۔

۱۷ — طالب کو چاہیئے کہ جب کسی کو مرشد مان لے تو پھر اس کے عیب کی طرف بالکل خیال نہ کرے اور یہی خاص الخاص مرید کی علامت ہے جو چپ

اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ، مرید وہی ہے جو کسی بات کی خواہش نہ رکھے۔ گو بظاہر شیخ کسی طرح کرے اس پر نکتہ چینی نہ کرے۔ کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے عین مناسب ہوتا ہے۔ اگرچہ طالب کو بظاہر بُرا معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کا کشتی توڑنا بچے کو قتل کرنا۔ اور دیوار بنانا حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی نگاہوں میں گناہ معلوم ہوتا تھا۔ اسی واسطے خضر علیہ السلام نے فرمایا ھٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ (الایہ) اب مجھ میں اور تجھ میں جدائی ہے۔

پس باطنی معرفت کا کام باطن سے تعلق رکھتا ہے۔ گو خلقت کی نگاہوں میں وہ گناہ معلوم ہوتا ہے اور لوگ اس سے انکار کرتے ہیں۔ باطن کو ظاہری آنکھ سے سنوار۔ اور جو کام ہو اس کو شریعت کے مطابق پرکھ۔ تاکہ وہ تیرے کام آسکے پس طالب اور مرید وہی ہے۔ جو مرشد کے موافق ہو اور عیب بین، کور چشم اور بے یقین نہ ہو۔

۱۸ — مرشد میں پیغمبروں والی چند ایک صفات ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا سا خوف رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام والی قربانی۔ حضرت ایوب علیہ السلام سا صبر حضرت حبیب علیہ السلام سا شکر۔ حضرت کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سی ہم کلامی حضرت خضر علیہ السلام کی سی سیر۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی سی سیف زبانی اور محبوب خدا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سا خلق اور فقر۔ مرشد ہونا کوئی آسان کام نہیں۔ مرشد اور ہادی ہونا ستر الٰہی ہے۔

۱۹ — توکل کیا ہے مخلوقات کو ترک کرنا جو کہ خالق کی راہزن ہے۔

۲۰ — کہتے ہیں کہ حجاب تین ہیں۔ نفس، خلق اور دنیا۔ لیکن یہ حجاب عام ہیں خاص لوگوں کے حجاب بھی تین ہیں۔ یعنی دید طاعت جس سے اپنی طاعت پر فخر کرنے لگتا ہے۔ دید ثواب جس سے اپنے ثواب کے بھروسے پر بے پرواہ ہو بیٹھتا ہے تیسرے دید کرامت جس سے اپنی کرامات کی طرف مائل و راغب ہو جاتا ہے۔

۲۱ — خاص الخاص کے لیئے تین حجاب اکبر ہوا کرتے ہیں۔ اوّل اپنے آباء و اجداد کے نسب پر فخر کرنا دوم عمل کے بغیر پڑھنا۔ سوم بے تصدیق قلبی پروردگار سے ارادت رکھنا۔

۲۲ — راہ سلوک کی ابتدا فنائے نفس ہے اور انتہا فنا فی اللہ۔

۲۳ — یہ راہ قوت تقوی سے ہاتھ آتی ہے۔ اور تقوی بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک ظاہری دوسرا باطنی۔ ظاہری یہ کہ خلقت کی نمود کے لیئے اور نام و ناموس اور شہرت کے لیئے کیا جائے۔ اور باطنی یہ کہ سوزش سے دل کباب ہو۔ اور آتش ذکر سے جان کباب ہو خلقت کے نزدیک عاجز اور خراب احوال لیکن خالق کے نزدیک بحر حضور میں غرق بے حجاب ہو

۲۴ — لفظ درویش میں پانچ حروف ہیں۔ پس، د سے مراد ہے کہ در در کھتا ہو۔ ر سے راست دین ہو۔ و سے وحدانیت لاشریک لہٗ سے یادِ حق کرنے والا۔ ش سے نافرمودۂ خدا صاحب شریعت سے شرم کرنے والا مراد ہے۔ جو شخص ان صفات سے موصوف ہے وہ لا یحتاج بے پرواہ درویش ہے ورنہ محتاج ہے۔

۲۵ — نفس پرست تو سارے ہی ہوا کرتے ہیں لیکن خدا پرست بہت کم ہوتے ہیں۔ شہوت غصہ طمع حرص ہوا اور زینت کو روند ڈال تاکہ تو یکبارگی مرد بن جائے۔

۲۶ — معرفت میں تین باتیں ہیں۔ اول مصیبت کے وقت صبر دوم عطا کے وقت شکر سوم قضا پر راضی رہنا۔ جو شخص معرفت کا دعویٰ کرے اور یہ باتیں اس میں نہ پائی جائیں تو سمجھ لو کہ سچا نہیں

۲۷ — مرشد کو لازم ہے کہ پہلے اپنا مرشد ہونا ثابت کرے۔ سو مرشد ہونے کے لیے دو باتیں ضروری ہیں۔ ایک تو اسم اللہ ذات کے حاضرات سے طالب کو مشاہدہ میں لے جا کر دیدار سے مشرف کرے۔ دوسرے طالب کو بے شمار خزانوں کا تصرف بخش دے۔

۲۸ — طالب میں دو باتیں ہونی چاہئیں۔ ایک یہ کہ مال و جان جس کی مرشد کو ضرورت ہو اس کے سپرد کر دے۔ دوسرے اس کے حکم میں رہے جو کچھ وہ فرمائے کرے۔ اس کے حکم کے بغیر کوئی کام نہ کرے۔

۲۹ — صاحب اجازت وہ فقیر ہے کہ جس کی نشانی کُن فیکون ہے۔ یعنی جس چیز کو کہتا ہے ہو جا۔ وہ حکم الٰہی سے ہو جاتی ہے۔

۳۰ — صاحب اجازت فقیر کی ایک بات چالیس چلوں کی ریاضت سے بہتر ہے۔

۳۱ — مجاہدہ وہ ہے جس میں مشاہدہ ہو نہیں تو بے فائدہ ہے۔

۳۲ — اکثر علماء کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں کوئی فقیر صاحب ارشاد و تلقین ہدایت کے لائق نہیں رہا ہے علمی مسائل کو لیتے ہیں اور وسیلے کو غلط بتاتے ہیں۔ جہاں پر طالب مولیٰ صاحب دانش عالم اہل نظر ہیں۔ وہاں پر فقراء صاحب ہدایت بھی موجود ہیں۔ کیونکہ جس دن زمین پر وہ نہیں رہیں گے۔ اس دن فرشتے زمین کو لپیٹ دیں گے۔

سلسلہ عالیہ قادریہ سلطانیہ

از علامہ ضیاء القادری رحمۃ اللہ علیہ

مردِ حق صرف عبادت ہو خدا کے واسطے — ہاتھ اٹھا پھر قبلہ رو ہو کر دعا کے واسطے
خالقِ عالم! محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے — سرورِ کونین سلطان دنی کے واسطے
اے خدا بہرِ علی مرتضیٰ خیبر شکن — خواجہ بصری حسن بہرِ ہدیٰ کے واسطے
اے خدا! بہرِ حبیب مہ جبینان عجم — حضرت داؤد طائی باصفا کے واسطے
از پئے معروف کرخی و سری باوقار — حضرت خواجہ جنید حق نما کے واسطے
بہرِ شبلی بہرِ عبدالواحد وحدت شعار — حضرت یوسف شہ یوسف لقا کے واسطے
از برائے بوالحسن بہرِ جمالِ بوسعید — عبدِ قادر محی دیں غوث الوریٰ کے واسطے
عبدِ رزاق و برائے عبدِ جبار اے خدا — سید یحییٰ امام الاولیاء کے واسطے
بہرِ نجم الدیں برائے عبدِ فتاح اے کریم — عبدِ ستار و شہ عبدالبقا کے واسطے
از پئے عبدالجلیل و عبدِ رحمٰن ذی شرف — سرورِ سلطان باہو باخدا کے واسطے

Scanned by CamScanner

اے خدا حضرت ولی ظلِّ محمد کے لیئے ۔۔۔ اور محمد اور حسین پارسا کے واسطے
از پئے حافظ محمد حافظ قرآن پاک ۔۔۔ اُس غلام باہُو اُس پیرِ ہُدیٰ کے واسطے
قوم کی اصلاح کر صالح محمد کیلئے ۔۔۔ اے خدا سُلطان حامد مہ لقا کے واسطے
از پئے نُور محمد نُورِ احمد اے خدا ۔۔۔ نُورِ سُلطان صفِ اہلِ صفا کے واسطے
میر سُلطان طریقت کیلئے ربِّ کریم ۔۔۔ حضرت نورِ حسن نورِ ہدیٰ کے واسطے
از پئے شیخِ طریقت خواجہ سُلطان حبیب ۔۔۔ وارثِ سجادہ غوث الوریٰ کے واسطے
اس وقت دربارِ عالی کے جو ہیں مسند نشین ۔۔۔ کرم کر سُلطان جیلاں بے ریا کے واسطے
فیضِ سُلطان میر جیلانی، شہ عبدالمجید ۔۔۔ محو رکھ ہر ایک کو رُشد و ہدیٰ کے واسطے
جملہ نور العین ابنائے شہِ نور الحسن ۔۔۔ وقف کر اس بزم کو نور و ضیا کے واسطے
گلشنِ سُلطان باہُو کو سدا شاداب رکھ ۔۔۔ نکہت و گل ہاشمی غوث الوریٰ کے واسطے

ہر ولیِ قادری کا مصطفیٰ ﷺ کا واسطہ
نُورِ ایاں کر عطا یارب ضیا کے واسطے

بقلم محمد عبدالرشید شاہد القادری

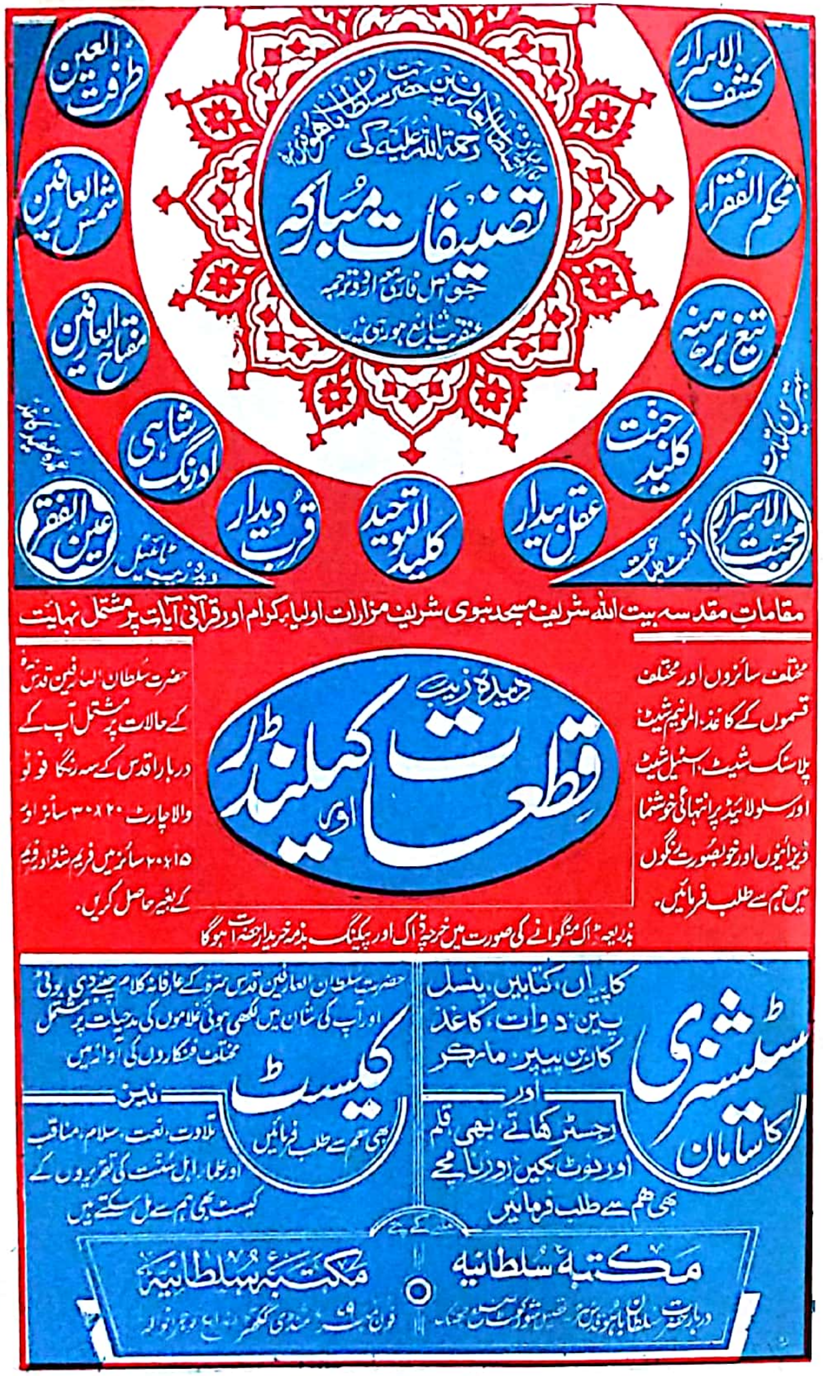

مطبوعات سلطانی

گنج الاسرار
حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی تصنیف گرامی رسالہ گنج الاسرار شریف کا اردو ترجمہ
کاغذ کتابت طباعت نہایت عمدہ انتہائی دیدہ زیب ٹائٹل
ہدیہ ۔ روپے

دیوان باھو
حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کے فارسی اشعار کا مجموعہ پنجابی شعروں میں بہترین ترجمہ کے ساتھ
کاغذ کتابت طباعت نہایت عمدہ ٹائٹل نہایت خوبصورت
ہدیہ ۵ روپے

الف اللہ چنبے دی بوٹی
حضرت سلطان العارفین کا عارفانہ پنجابی کلام مع مختصر حالات
کتابت طباعت کاغذ عمدہ دربار شریف کے فوٹو والا ٹائٹل
ہدیہ قسم اول ۹ روپے قسم دوم ۴ روپے قسم سوم ۳ روپے جیبی سائز ۲ روپے

تجلیات سلطانی
حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے حضور پاک و حضرت کے مایہ ناز شعرا کرام کا نذرانہ عقیدت
ہدیہ بلا جلد ۹ روپے مجلد ۱۲ روپے

سوانح حیات
حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کے مکمل حالات کرامات مزار پاک اور ملفوظات پر مشتمل جامع کتاب۔ کتابت طباعت اور کاغذ عمدہ
ہدیہ بلا جلد ۶ روپے مجلد ۹ روپے

دیوان امیر
قطب دوران غوث زمان حضرت شیخ محمد امیر سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی اردو اور پنجابی کلام کا مجموعہ۔ کتابت طباعت اور کاغذ عمدہ
ہدیہ ۔ ۳ روپے

خلفائے سلطانی (زیر طبع)

گلزار سلطانی (زیر طبع)

گیارھویں شریف کی حقیقت
تلاوت کلام پاک ورد کلمہ طیبہ درود شریف اور تقسیم طعام اور ایصال ثواب پر الگ الگ بحث کر کے گیارھویں کا جواز ثابت کیا گیا ہے۔ ہدیہ بلا جلد ۳ روپے مجلد ۶ روپے

نماز
سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز
نماز ادا کرنے کی ترغیب دینے کے لئے قرآن و حدیث اور بزرگان دین کے اقوال سے نماز کی اہمیت کا بیان
کتابت طباعت عمدہ ہدیہ بلا جلد ۶ روپے مجلد ۹ روپے

کرامات سلطانی
دلچسپ اور خوبصورت کتاب ہدیہ ۔ ۳ روپے

علم حبیب
مولانا محمد عظیم کے قلم سے علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے والوں کو دندان شکن جواب
ہدیہ روپے

شریعت اور طریقت
شریعت کے بغیر طریقت کی کیا حیثیت ہے
بزرگان سلف کے فرمودات مولانا محمد عظیم کے قلم سے۔ ہدیہ ۵۰/۷ روپے

ذکر حبیب
مولانا محمد عظیم کے پرسوز قلم سے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر انداز بیان دلچسپ اور عاشقانہ
ہدیہ روپے

انوار حبیب
حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ حضور صوفی اصغر علی صفدر کا نذرانہ عقیدت عمدہ کتابت طباعت سفید کاغذ
ہدیہ ۔ ۴ روپے

منظوم پنجابی مدحیات

بارہ ماہ میاں کرم دین	بارہ ماہ محمد شاہ	سی حرفی حسین	ترھیہ دن کرم دین
بارہ ماہ حضرت حبیب سلطان	بارہ ماہ سید محمد شاہ	سی حرفی محمد زکریا	چالیہہ دن کرم دین
بارہ ماہ حاجی صاحب	بارہ ماہ غلام حسین	سی حرفی کرم دین	پینگھا
بارہ ماہ حضرت امیر سلطان	بارہ ماہ غلام مرشد	سی حرفی تے پیر دستگیر	گڑتہ
بارہ ماہ سلطان نور الحسن	بارہ ماہ اصغر علی اصغر	سی حرفی عارف نور باہو دے	تحفہ حسین

مکتبہ سلطانیہ
دربار حضرت سلطان باھو تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

مکتبہ سلطانیہ
فون نمبر ۹ ۔ منڈی گکھڑ ضلع گوجرانوالہ